حکومت پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے محکمہ تعلیم کی طرف سے سکولوں اور لائبریریوں کے لیے منظور شدہ

پاک جمہوریت لاہور

جلد	شمارہ نمبر		رجسٹرڈ نمبر
56	5	مئی 2015ء	CPL39

فہرست

حمد و نعت	قائم نقوی، سحر فارانی
یوم تکبیر	محمد ساجد خان
صدر پاکستان کے غیر ملکی دورے، خوش آئند اقدام	سعدیہ فاروق
سری لنکا کے صدر میتھری پالا سری سینا کا دورۂ پاکستان	زاہد حسن
چین کے صدر شی جن پنگ کا دورۂ پاکستان	سید عشرت حسین
پاک چین تعلقات...... ہمالیہ سے اونچے رابطے ہیں	طاہر پرواز
پاکستان میں چینی سرمایہ کاری "گیم چینجر"	نوید الیاس
پاک چین تعلقات اور سلک روٹ	عدیل احسان
پاک چائنہ اکنامک کاریڈور...... خوشحالی کا راستہ	محمد علی نیازی
پاک چین اقتصادی راہداری...... لازوال دوستی کی گواہی	سبط علی صدیقی
اقلیتی برادری اور صدر پاکستان	کھیل داس کوہستانی
وزیراعظم محمد نواز شریف کا گلگت بلتستان کے لئے ترقیاتی پیکیج کا اعلان	بشیر واثق
ترقیاتی منصوبے اور دہشت گردی	مشرف حسین
نئی ٹیکسٹائل پالیسی، صنعتی انقلاب میں سنگ میل	عینی حامد
"خود روزگار سکیم" کے تحت ملک و قوم کی خدمت اور ترقی کا سفر	مدیحہ ساجد
ترقیاتی منصوبے ترجیحات کا درست تعین ضروری	ایاز الدین
جی ایس پی پلس کے تحت برآمدات میں اضافہ	حمزہ منیر
نیلم جہلم ہائیڈرو پاور پراجیکٹ	نعیم مسعود
پاکستان کی سمندری حدود میں اضافہ...... ایک تاریخی کامیابی	ندا حسین
حکومتی کارکردگی (تصویری جھلکیاں)	ادارہ
لوک ورثہ کے زیر اہتمام دس روزہ قومی ثقافتی میلہ	صائمہ عمران

نگران اعلیٰ:

شفقت جلیل

مجلس ادارت:

عنبرین گل شاہد

شبیہہ عباس

غزالہ عنبرین

صفدر علی بلوچ

قراۃ العین فاطمہ

تزئین:

ضوریز اختر، ارتضیٰ نقوی

ڈائریکٹوریٹ آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز

قیمت عام شمارہ 20 روپے زر سالانہ 200 روپے

فون: مدیر 8 - 042-35941405

انتظامیہ 042-35941406

ادارہ مطبوعات پاکستان نے ملک سراج الدین اینڈ سنز سے چھپوا کر 46۔ایک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور سے شائع کیا

قائم نقوی

چڑیوں کی سب چہکاروں میں حمد تری
دلکش سُندر نظاروں میں حمد تری

پھوٹ رہے ہیں جھرنے کیا کیا پتھر سے
اونچے اونچے کوہساروں میں حمد تری

شب کو اپنی دید کرائے روشن چاند
جگمگ کرتے سب تاروں میں حمد تری

ترے اذن سے سورج چمکے دھرتی پر
بن موسم کی بوچھاڑوں میں حمد تری

صبح ازل سے ایک مدار میں اِک دُھن میں
گھومنے والے سیاروں میں حمد تری

سطحِ آب پہ موج نے لکھا نام ترا
دریاؤں کے سب دھاروں میں حمد تری

پتا پتا موتی شبنم کے چمکیں
سبزہٗ و گل کی مہکاروں میں حمد تری

ارض و سما میں گونجے آقا نام ترا
مسجد کے اِن میناروں میں حمد تری

آتی جاتی سانس میں گونجے ذکر ترا
دل دھڑکن کی سب تاروں میں حمد تری

میرے دل اور میرے لب پر نام ترا
میری سوچ کے سب دھاروں میں حمد تری

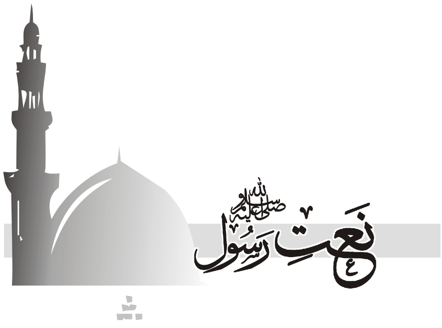

سحؔر فارانی

مجھ پہ گر رحمتِ عالم کی نظر ہو جائے
میں جہاں رہتا ہوں! مقتل ہے یہ گھر ہو جائے

میں بھی آنکھوں کے پیالوں میں اُجالے بھرلوں
میری نظروں کا بھی طیبہ سے گزر ہو جائے

دِل کے نالوں کو ملے ہجرِ نبی میں وہ اثر
آہ لب پر ہو مرے اُن کو خبر ہو جائے

نسبتِ آلِ نبی پَر ہے مجھے ناز کہ وہ
پھونک پتھر پہ بھی ماریں تو گُہر ہو جائے

معجزہ نام ہے اُس کام کا دُنیا میں جسے
عقل کہہ دے کہ نہیں ہو گا مگر ہو جائے

بوجھ سے اپنے گناہوں کے ہے چلنا مشکل
دِل کی دھڑکن نہ کہیں زیرو زبر ہو جائے

کاش وہ مہرِ ھُدیٰ بامِ نظر پر چمکے
شام کے سائے ڈھلیں اور سحؔر ہو جائے

یوم تکبیر

محمد ساجد خان

اٹھائیس مئی کے دن کو پاکستانی تاریخ میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ یوم تکبیر بھارتی ایٹمی تجربات کے جواب میں چاغی کے مقام پر نعرۂ تکبیر کی گونج میں ہونیوالے پانچ ایٹمی دھماکوں کی یاد میں منایا جاتا ہے۔اس دن پاکستان نے دنیا کی ساتویں جبکہ اسلامی دنیا کی پہلی ایٹمی قوت بننے کا اعزاز حاصل کیا۔پاکستان نے جوہری ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی میں پہلا قدم وزیرِ اعظم ذوالفقارعلی بھٹو کے زیرِ قیادت سنہ 1972ء میں رکھا۔ذوالفقارعلی بھٹوصاحب نے کہا تھا:

''اگر ہندوستان بم بناتا ہے، تو ہم ہزاروں سال تک گھاس اور پتے کھا کر اور فاقے کر کے بھی اپنا بم بنائیں گے۔مسیحیوں کے پاس بم ہے، یہودیوں کے پاس بم ہے، اور اب ہندوؤں کے پاس بھی بم ہے۔تو پھر مسلمانوں کے پاس بم کیوں نہ ہو؟''

1974ء میں ہندوستان نے اندرا گاندھی کے زیرِ قیادت اپنا پہلا جوہری تجربہ کیا۔خطہ میں سٹریٹجک توازن بدل چکا تھا، اور ہندوستان نہ صرف پاکستان جیسے ملک بلکہ پورے خطہ کے لئے ایک طاقتور خطرہ کی شکل میں ابھر رہا تھا۔ 3 جون 1994ء کو ہندوستان نے درمیانی رینج رکھنے والے پرتھوی میزائل کا تجربہ کیا۔ یہ پاکستانی شہروں کے اندر ہتھیار لے جانے کی صلاحیت رکھنے والے اوسط رینج کے میزائلوں کے سلسلہ میں ہندوستان کی ترقی کا انتہا تھا۔

1997ء تک ہندوستان اگرچہ عملاً ہر ممکن محاذ پر پاکستان پر دباؤ ڈالتا رہا تھا، پھر بھی اس نے سفارتی سطح پر یہ کبھی نہیں کہا کہ اس کی میزائل ٹیکنالوجی پاکستان کے خلاف استعمال ہو گی۔جون 1997ء میں ہندوستان نے اپنے میزائل پاکستانی سرحدوں کے قریب منتقل کر دئے۔ 11 سے 13 مئی 1998ء تک راجستھان کے پوکھران علاقہ میں ہندوستان نے ہندو قوم پرست اکثریتی سیاسی جماعت بی جے پی سے تعلق رکھنے والے وزیرِاعظم اے بی واجپائی کی زیرِ قیادت زیرِ زمین جوہری تجربہ کیا۔

اس واقعہ نے 1971ء اور 1974ء کے واقعات کے باوجود پاکستان کی طرف سے کافی عرصہ تک برقرار رکھے گئے توازن کو پھر سے ہندوستان کے حق میں کر دیا۔ دوسری طرف ہندوستان نے تمام سفارتی معیاروں کو نظر انداز کرتے ہوئے پاکستان کو دھمکیاں دینا شروع کر دیا۔

15 مارچ کو ہندوستانی وزیرِاعظم نے دھمکی دی کہ ان کا ملک ایک 'بڑا بم' بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے جو ملک کے دفاع کے لئے استعمال ہوگا، نیز آزاد کشمیر پر قبضہ کرنے کی دھمکی بھی دے دی۔

ان دھماکوں کے بعد 18 مارچ کو وزیر

داخلہ ایل کے ایڈوانی نے پاکستان خطہ کی اسٹرٹیجک صورتِ حال میں آنے والی تبدیلی کو سمجھنے کی دعوت دی، اور ہندوستان کے مقبوضہ کشمیر میں کسی علیحدگی پسند مسلمان بغاوت کو ہوا دینے کی کوششوں سے پاکستانی حکومت کو خبردار کیا۔

یہ نہ صرف پاکستان کی خودمختاری پر حملہ اور اس کی عام شہری آبادی پر جوہری بمباری کا خطرہ تھا، بلکہ ایک نامعقول پڑوسی کے مستقل قبضہ اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے ایک غیر محفوظ مستقبل نیز پاکستان کے لئے علاقائی معاملات میں ایک غیر فعال پوزیشن کا بھی خطرہ تھا۔ پاکستان گھِر چکا تھا، چنانچہ یہ ردِعمل کے اظہار کا وقت تھا، دشمن پر جوابی حملہ کر کے قوم کے مورال اور حوصلہ کو پھر سے جلا دینے کا وقت تھا۔

یہ اپنی واپسی درج کرنے کا مناسب موقع تھا، عالمی برادری نے نہ تو ہندوستان کی مذمت کی تھی نہ ہی اس کو ان تجربوں سے روکنے کی کوشش کی تھی۔ پاکستان کے سامنے یا تو اقوامِ متحدہ کی فیصلے کرنے کی قابلیت سے عاری عدالتوں میں درخواست پیش کرنے کا راستہ تھا، یا پھر وہ خود ایسے تجربے کر کے عالمی برادری میں سربلند ہو سکتا تھا۔ پاکستان کے جوہری تجربے شاید کرۂ ارض کے تمام کمزوروں اور خاص طور پر مسلم دنیا کے لئے ایک علامت کی حیثیت رکھتے تھے، جو پاکستان کے جوہری تجربوں پر عمل درآمد کرنے کے فیصلہ کے بے چینی سے منتظر اور اس کے بہت خواہشمند تھے۔

اس وقت پاکستان وزیرِ اعظم محمد نواز شریف کے زیرِ قیادت تھا۔ آپ کو سخت دباؤ اور دھمکیوں کے علاوہ مشرق سے مغرب تک چکا چوند کر دینے والی پیشکشوں کا سامنا تھا، پاکستان کا ساتھ دینے والے بس چند گنے چنے ہی تھے، وزیرِ اعظم کو فیصلہ کرنا تھا، اور انہوں نے فیصلہ کر لیا۔

19 مارچ کو وزیرِ اعظم محمد نواز شریف نے قومی سطح پر نشر کی جانے والی ایک تقریر میں کہا ’’آج آپ نے سنا ہو گا کہ وہ کشمیر کے حوالہ سے اپنے جارحانہ عزائم پر گفتگو کر رہے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم ہر قسم کی آزمائش کے لئے تیار ہیں، اور تمام دنیا جانتی ہے کہ پاکستان اپنا دفاع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔‘‘

آخر کار وہ مقدس لمحہ آ ہی گیا جب پاکستان نے نئی بلندیوں کو چھوا، ایک ایسی دنیا میں ظلم و جبر کے سامنے سرکشی کا اعلان کیا جہاں ظالموں کا ہی راج اور ظلم کا ہی دور دورہ ہے۔ آخر کار پاکستان واپس آ گیا، اور بڑی آن بان سے واپس آیا۔

28 مئی 1998ء کو پاکستان نے بلوچستان کے راسکوہ چاغی علاقہ میں پانچ کامیاب جوہری تجربے کرنے کا اعلان کیا۔ ان تجربوں نے پاکستان کو فخریہ طور پر عالمی سطح کی ایک باصلاحیت جوہری طاقت کی حیثیت سے متعارف کرایا۔ پاکستان مسلم امت کی واحد جوہری طاقت بن گیا اور اس دن کو یومِ تکبیر کے طور پر منایا جاتا ہے۔

صدر پاکستان کے غیر ملکی دورے، خوش آئند اقدام

سعدیہ فاروق

یہ حقیقت کسی تشریح اور تعارف کی محتاج نہیں ہے کہ پاکستان اور اس کے عوام دنیا بھر میں اپنی امن پسندی کے لئے منفرد شناخت رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے ساری مہذب دنیا اب اس حقیقت کا اعتراف کرتی ہے کہ پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ میں کلیدی کردار ادا کر کے عالمی امن کو یقینی اور معتبر بنایا ہے۔ صدر پاکستان ممنون حسین نے 9 ستمبر 2013ء کو اپنے عہدے کا حلف اٹھایا تھا اور انہوں نے یہ منصب سنبھالتے ہی اس باب میں اقدامات شروع کیے کہ عالمی برادری میں پاکستان کے امن پسند امیج کو اجاگر کیا جائے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے دنیا کے متعدد ممالک کے دورے کیے اور دوسری طرف جب بھی کوئی غیر ملکی شخصیت وطن عزیز کی مہمان ہوئی تو صدر مملکت نے اس کے ساتھ ملاقات کے دوران پاکستان اور اپنے عوام کی امن پسندی کی خواہشات کو خاص طور پر اجاگر اور مذکور کیا۔

سال رواں کے دوران صدر مملکت ممنون حسین نے پہلے تو 18 تا 21 مئی پڑوسی دوست ملک چین کا دورہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے 12 تا 15 مارچ آذر بائیجان کا دورہ کیا۔ حال ہی میں انہوں نے 22 تا اپریل دیرینہ دوست ملک ترکی کا دورہ مکمل کیا۔ اپنے چین کے دورے کے دوران صدر مملکت ممنون حسین نے نہایت مصروف وقت گزارا۔ انہوں نے چینی حکام اور میڈیا سے رابطے کے دوران پاکستان کی ترقی اور پاکستان کے عوام کی خوشحالی کے لئے کی جانے والی کوششوں کو خاص طور پر بیان کیا۔ انہوں نے اس حقیقت کی طرف بھی ایک سے زائد مرتبہ اشارہ کیا کہ پاکستان اور چین کی دوستی حقیقی معنوں میں آزمودہ اور قابل فخر ہے۔ یہ دوستی آزمائش اور امتحان کی بھٹی سے کندن ہو کر نکلی ہے اور ساری دنیا جانتی ہے کہ پاکستان اور چین کے عوام کے درمیان محبت اور اعتماد کا جو رشتہ قائم ہو چکا ہے اس کی سفارتی تاریخ میں کوئی مثال موجود نہیں۔

صدر مملکت ممنون حسین نے آذر بائیجان کا 4 روزہ سرکاری دورہ کیا، وہ 11 مارچ کو آذر بائیجان کے دارالحکومت باکو پہنچے۔ ان کے ہمراہ دفاعی پیداوار کے وفاقی وزیر رانا تنویر حسین اور مختلف وزارتوں کے اعلیٰ احکام کے علاوہ تقریباً چالیس تاجر اور صنعتکار بھی شامل تھے۔ مبصرین کا بجا طور پر خیال ہے کہ صدر ممنون حسین کا آذر بائیجان کا دورہ ہر اعتبار سے کامیاب رہا اور یہ دونوں ممالک کی دوستی میں ایک نیا باب ثابت ہوگا۔

صدر ممنون حسین نے 22 تا 25 اپریل پاکستان کے قابل اعتماد دوست ملک ترکی کا دورہ بھی کیا۔ اس دوران انہوں نے استنبول میں چناقلی جنگ کی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں منعقد ہونے والی امن کانفرنس کے موقع پر ترکی کے صدر رجب طیب اردوان، برطانوی شہزادہ چارلس، البانیہ کے صدر بوجرنیشانیس اور اسلامی ممالک کی تنظیم کے سیکرٹری جنرل ایاد امین مدانی سمیت متعدد عالمی شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔ ترک صدر کے ساتھ ان کی غیر رسمی ملاقات بھی ہوئی جس کے دوران دونوں رہنماؤں کے درمیان خوشگوار ماحول میں دوستانہ بات چیت ہوئی۔ دریں اثناء ترک خاتون اول اور بیگم محمودہ ممنون حسین کے درمیان نہایت دوستانہ ملاقات رہی۔ اسلامی سربراہ تنظیم کے سیکرٹری جنرل کے ساتھ ملاقات کے دوران صدر مملکت نے ان سے اسلامی امہ کو درپیش مسائل کے بارے میں خاص طور پر تبادلہ خیال کیا۔ البانیہ کے صدر کے ساتھ ملاقات میں صدر ممنون حسین نے ان کو پیشکش کی کہ پاکستان ان کے ملک کے نوجوانوں کو اپنے یہاں کے سول وملٹری اداروں میں تعلیم و تربیت کی سہولیات فراہم کرنے کو تیار ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان البانیہ کے ساتھ اقتصادی، تجارتی اور ثقافتی تعلقات کو مزید فروغ دینے میں گہری دلچسپی رکھتا ہے۔ انہوں نے البانیہ کے صدر کو بتایا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں دونوں ملکوں کا پارلیمانی دوستانہ گروپ موجود ہے اور اسلام آباد کی خواہش ہے کہ اسی نوعیت اور طرز کا ایک گروپ البانیہ کی پارلیمنٹ میں بھی تشکیل دیا جائے۔ البانیہ کے صدر نے صدر ممنون حسین کے خیالات کو سراہتے ہوئے انہیں اپنے ملک کا سرکاری دورہ کرنے کی دعوت بھی دی۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ صدر مملکت نے ترکمانستان کے صدر گربان کلی بردی محمدوف سے بھی ملاقات کی۔ اس ملاقات میں انہوں نے بتایا کہ تاپی گیس منصوبے کی بروقت تکمیل ہماری ترجیحات میں شامل ہے۔ اس کے جواب میں ترکمانستان کے صدر نے بتایا کہ دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات کا فروغ ہمارا اولین مقصد ہے۔ صدر ممنون حسین نے بجا طور پر نشاندہی کی کہ دونوں ملک انفارمیشن ٹیکنالوجی، ٹیلی مواصلات، بینکاری اور تعمیرات کے شعبوں میں مشترکہ منصوبے شروع کرنے کے ساتھ ساتھ زراعت، ٹیکسٹائل اور فوڈ پروسیسنگ کے شعبوں میں ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

اپنے غیر ملکی دوروں کے دوران صدر مملکت ممنون حسین ہمیشہ قومی مفادات اور وقار کے حوالے سے اظہار خیال کرتے مشاہدہ کئے گئے اور اس تناظر میں بلاشبہ ان دوروں کی اہمیت اور افادیت میں اضافہ ہوا۔ مبصرین کا خیال ہے کہ ایک ایسے وقت میں جب پاکستان اپنی تاریخ کے اہم موڑ پر کھڑا ہے اور وہ اپنی اقتصادی و معاشی خوشحالی کی منزل کی جانب سفر کے سلسلہ میں تاریخی سنگ میل عبور کر رہا ہے، صدر مملکت ممنون حسین کی حقیقت پسندی اور دوراندیشی نہایت قابل تحسین اور قابل قدر ہے۔

سری لنکا کے صدر میتھری پالا سری سینا کا دورۂ پاکستان

زاہد حسن

سری لنکا کے صدر میتھری پالا سری سینا کا دورۂ پاکستان انتہائی اہمیت کا حامل تھا۔

صدر سری سینا نے حال ہی میں منصب صدارت سنبھالا ہے اور وہ پاکستان میں اپنے پہلے سرکاری دورے پر تشریف لائے۔اس دوران بہت سی یادداشتوں اور باہمی تجارتی معاہدوں پر دستخط ہوئے۔ان کے ہمراہ اعلیٰ حکومتی عہدیدار اور تاجر بھی تھے۔ 5 سے 7 اپریل کے دوران اس دورے کے دونوں ملکوں کے تعلقات پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔سری لنکا اور پاکستان کے درمیان شروع ہی سے دوستانہ اور گہرے مراسم قائم ہیں۔1948ء میں دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہوئے اور گزشتہ 66 سالوں میں ان تعلقات میں ہمیشہ اضافہ ہوا ہے۔ دونوں ملک سارک اور دولت مشترکہ کے رکن ہیں اور تقریباً تمام بین الاقوامی امور پر دونوں کا موقف یکساں ہے۔اس دورے کے دوران 6 سے زائد باہمی معاہدوں پر دستخط ہوئے۔ ان میں سے سول نیوکلیئر تعاون کے معاہدے پر دستخط شامل ہیں۔

پاکستان اور سری لنکا نے کھیلوں، جہازرانی، سیاحت، اقتصادی ترقی، انسداد منشیات اور ناگہانی آفات سے نمٹنے کے شعبوں میں باہمی تعاون کو فروغ دینے سے متعلق چھ معاہدوں ومفاہمتی یاداشتوں پر دستخط کئے ہیں جبکہ دونوں ملکوں نے دوطرفہ تجارتی حجم بڑھا کر سالانہ ایک ارب ڈالر تک لانے پر اتفاق کیا ہے۔ پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے سری لنکا کے صدر میتھری پالا سری سینا نے وزیر اعظم ہاؤس میں وزیر اعظم نواز شریف سے ملاقات کی۔ دونوں رہنماؤں نے پہلے ون آن ون اور پھر وفود کی سطح پر بات چیت کی جس میں مختلف شعبوں میں دوطرفہ تعاون کو فروغ دینے سمیت باہمی دلچسپی کے دیگر امور زیر غور آئے۔ وفود کی سطح پر باضابطہ بات چیت کے بعد دونوں ممالک کے درمیان چھ معاہدوں اور مفاہمتی یاداشتوں پر دستخط کئے گئے جن کا مقصد کھیلوں، جہازرانی، سیاحت، اقتصادی ترقی، انسداد منشیات اور ناگہانی آفات سے نمٹنے کے شعبوں میں باہمی تعاون کو فروغ دینا ہے۔ بعدازاں سری لنکن صدر کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ پاکستان اور سری لنکا نے مختلف شعبوں میں تعاون کے چھ معاہدوں اور مفاہمتی یادداشتوں پر دستخط کے ساتھ باہمی تجارت کا حجم ایک ارب ڈالر تک بڑھانے پر بھی اتفاق کیا ہے ان سمجھوتوں سے دوطرفہ روابط کو مزید وسعت دینے کی راہ ہموار ہوگی۔انہوں نے کہا کہ سری لنکا اور پاکستان کے تعلقات نئے دور میں داخل ہو رہے ہیں تمام علاقائی اور بین الاقوامی امور پر دونوں ملکوں کا موقف ایک ہے، ہم نے دوسرے شعبوں کے علاوہ دفاعی شعبہ میں بھی تعاون

کرنے پر تبادلہ خیال کیا ہے جبکہ تعلقات کی مضبوطی کے لئے اعلی سطح پر وفود کے تبادلوں پر زور دیا گیا، کرکٹ دونوں ممالک کے عوام کو ایک دوسرے کے قریب لے آئی اور دونوں ممالک آئندہ چند سال میں باہمی تجارت کا حجم ایک ارب ڈالر تک لے جانے کیلئے پرعزم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان تمام ہمسایہ ملکوں کیساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے اور وہ سری لنکا کے ساتھ اپنے روابط کو فروغ دینے پر خصوصی توجہ دے رہا ہے۔ اس موقع پر سری لنکن صدر نے کہا کہ ہم دونو ں ملکوں کے عوام کے فائدے کیلئے باہمی تعاون بڑھانے سمیت پاکستان کے ساتھ تجارتی حجم مزید بڑھانے کا خواہاں ہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں عوامی سطح پر روابط مزید بڑھانے اور پاکستان کے ساتھ مختلف شعبوں میں مشترکہ تحقیقی سرگرمیوں کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے پی آئی اے کو کولمبو کے لئے اپنی پروازیں بحال کرنے کی دعوت دی۔ سری لنکا کے صدر نے اپنے ملک سے دہشت گردی کے خاتمے کیلئے پاکستان کے تعاون پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ سری لنکن صدر نے آئی ڈی پیز کیلئے 10 لاکھ ڈالر امداد کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ دونوں ممالک کے درمیان باہمی تعلقات مستحکم بنیادوں پر قائم ہیں جنہیں عوام کی سطح پر مزید بہتر بنا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دوستانہ تعلقات مستحکم کرنے کے نواز شریف کے عزم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، تعلیم، کھیل، قدرتی آفات اور دیگر شعبوں میں باہمی تعاون کیلئے پرعزم ہیں۔ انہوں نے وزیراعظم نواز شریف کو سری لنکا کے دورے کی دعوت بھی دی۔ بعد میں وزیراعظم نے سری لنکا کے صدر کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔

وفود کی سطح پر تفصیلی مذاکرات ہوئے جس کے بعد دو معاہدوں اور مختلف شعبوں میں تعاون کو وسعت دینے کے لیے مفاہمت کی چار یاداشتوں پر دستخط کیے گئے۔

سب سے اہم مفاہمت کی یاداشت دونوں ملکوں کے درمیان ایٹمی توانائی کے شعبے میں تعاون سے متعلق تھی تاہم سرکاری بیان میں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ سری لنکا کی اٹامک انرجی اتھارٹی اور پاکستان کے اٹامک انرجی کمیشن کے درمیان تعاون کی کیا نوعیت ہوگی۔

اس کے علاوہ منشیات کی اسمگلنگ اور تعلیمی تعاون کے معاہدوں پر بھی دستخط ہوئے۔

وزیراعظم محمد نواز شریف نے مہمان صدر کے ہمراہ نیوز کانفرنس میں کہا کہ پاکستان اور سری لنکا کے درمیان دوطرفہ تجارت کا موجودہ حجم بہت کم ہے جسے بڑھا کر دگنا کیا جا سکتا ہے۔

سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس وقت سری لنکا اور پاکستان کی تجارت کا حجم چالیس کروڑ اڑتیس لاکھ ڈالر ہے جسے بڑھا کر ایک ارب ڈالر تک کیا جا سکتا ہے۔

صدر ممنون حسین نے ایوان صدر میں پاکستان کے دورے پر آئے سری لنکا کے نو منتخب صدر میتھری پالا سری سینا کے اعزاز میں سرکاری ضیافت کا اہتمام کیا جس میں بری افواج کے سربراہ جنرل راحیل شریف، پاک بحریہ کے سربراہ ایڈمرل ذکاء اللہ اور پاک فضائیہ کے سربراہ ایئر چیف مارشل سہیل امان کے علاوہ قائم مقام گورنر پنجاب رانا محمد اقبال وزیراعظم کے مشیر برائے قومی سلامتی و خارجہ امور سرتاج عزیز، وزیراعظم کے خصوصی معاون سید طارق فاطمی، وفاقی وزیر انجینئر خرم دستگیر خان، سیکرٹری داخلہ شاہد خان اور سیکرٹری خارجہ اعزاز احمد چوہدری، صدر مملکت کے سیکرٹری احمد فاروق اور ملٹری سیکرٹری بریگیڈیئر شاہد نذیر اور ذرائع ابلاغ کیلئے خصوصی مشیر فاروق عادل نے بھی شرکت کی۔

تقریب میں ارجنٹائن، قزاقستان، روس، رومانیہ، برطانیہ، بنگلہ دیش، کیوبا، ترکی، انڈونیشیا، میانمار، آذربائیجان، متحدہ عرب امارات، فرانس، ایران، نیپال، آسٹریلیا، ترکمانستان، اسپین، اومان، ہالینڈ، برونائی دارالسلام، بھارت کئی دوسرے ممالک کے سفیروں اور ہائی کمشنرز نے شرکت کی۔ قبل ازیں دونوں صدور انتظار گاہ میں پہنچے جہاں مہمان موجود تھے، اس موقع پر دونوں ممالک کے قومی ترانے بجائے گئے۔ بعدازاں دونوں صدر صاحبان نے مہمانوں سے فرداً فرداً ہاتھ ملایا۔

قبل ازیں صدر مملکت ممنون حسین نے مہمان صدر سے دونوں ممالک کے تعلقات میں مزید مضبوطی لانے کے حوالے سے مفید گفتگو کی۔

چین کے صدر شی جن پنگ کا دورۂ پاکستان

سید عشرت حسین

چین کے صدر شی جن پنگ 19 اپریل 2015ء دو روزہ دورے پر پاکستان پہنچے تو ان کا پرتپاک استقبال کیا گیا، اس موقع پر صدر، وزیر اعظم، وفاقی وزراء، وزیر اعلیٰ پنجاب سمیت چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور تینوں مسلح افواج کے سربراہان استقبال کے لیے موجود تھے۔ چینی صدر کا طیارہ پاکستان کی فضائی حدود میں داخل ہوا تو پاک فضائیہ کے 8 جے ایف 17 تھنڈر طیاروں نے ان کا فضا میں استقبال کیا اور انھیں اپنے حصار میں لے لیا۔

گزشتہ نو برسوں میں کسی بھی چینی صدر کا پاکستان کا یہ پہلا دورہ ہے، چینی صدر نے گزشتہ سال پاکستان کا دورہ کرنا تھا تاہم اسلام آباد میں دھرنوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے سیکیورٹی مسائل کی بنیاد پر یہ دورہ ملتوی کرنا پڑا تھا۔

پاکستان اور چین کے درمیان سدا بہار اسٹریٹیجک تعاون شراکت داری کے تحت 46 ارب ڈالرز کے 51 سمجھوتوں اور مفاہمتی یادداشتوں پر دستخط کئے گئے، وزیر اعظم محمد نواز شریف اور چینی صدر شی جن پنگ نے وزیر اعظم آفس میں 8 منصوبوں کی نقاب کشائی کی جبکہ دونوں رہنماؤں نے ویڈیو لنک کے ذریعے توانائی کے 5 بڑے منصوبوں کا بھی سنگ بنیاد رکھا۔ ان سمجھوتوں پر دستخط اور منصوبوں کا افتتاح وزیر اعظم آفس میں ہونیوالی خصوصی تقریب میں ہوا۔ جن 8 منصوبوں کی نقاب کشائی کی گئی ان آٹھ منصوبوں میں لاہور اورنج لائن ریلوے نظام، قائداعظم شمسی توانائی کا منصوبہ، لاہور میں انڈسٹریل کمرشل بینک چائنا کی برانچ کھولنے، چھوٹے پن بجلی کے منصوبوں کیلئے پاک چین مشترکہ تحقیقی مرکز کا افتتاح اور پاکستان میں چین کے ثقافتی مرکز کے قیام کا آغاز شامل ہے۔ چینی صدر اور وزیر اعظم نواز شریف نے 5 توانائی منصوبوں کا بھی سنگ بنیاد رکھ دیا۔ تقریب کے بعد جاری ہونیوالے مشترکہ اعلامیے کے مطابق پاکستان اور چین کے درمیان سدا بہار اسٹرٹیجک تعاون شراکت داری کے حوالے سے کئی معاہدوں پر دستخط کئے گئے جن میں پاک چین اقتصادی راہداری کی چوتھی جوائنٹ کو آرڈینیشن کونسل، چین اور پاکستان کی حکومتوں کے درمیان اقتصادی اور تکنیکی تعاون کا معاہدہ بھی شامل ہے۔ وزارت پانی و بجلی اور چینی کمپنیوں کے درمیان 8370 میگاواٹ کے توانائی منصوبوں پر دستخط ہوگئے۔ یہ منصوبے 3 سال میں مکمل ہونگے۔

عوامی جمہوریہ چین کے صدر جناب شی جن پنگ نے پاکستان کے دورے کے دوران اقتصادی راہداری سمیت سرمایہ کاری کے 51 معاہدوں کے بعد 20 اپریل کی صبح پارلیمنٹ آمد کے بعد پارلیمان کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے، میں پاکستان آنے کی دعوت پر شکرگزار ہوں،

پاکستان وہ پہلا ملک ہے جس کا میں نے اس سال دورہ کیا، پاکستان اور چین کی دوستی آئندہ نسلوں کے لیے اثاثہ ہے، یہ دوستی حقیقی معنوں میں سدا بہار ہے اور وہ اسے مزید مستحکم بنانے کے خواہاں ہیں، پاکستان اچھا دوست، اچھا ہمسایہ اور اچھا بھائی ہے، اور وہ اسے اپنا دوسرا گھر سمجھتے ہیں، چین پاکستان کی مدد کو اپنی مدد سمجھتا ہے، پاکستان نے ایسے وقت میں چین کے لیے فضائی راستہ کھولا جب اسے شدید ضرورت تھی، مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب چین دنیا میں بالکل تنہا تھا، چین کو جب بھی ضرورت پڑی پاکستان نے بڑی محبت سے مدد کی، آج ہزاروں پاکستانی چینی انجینئرز کے ساتھ مل کر کئی منصوبوں پر کام کر رہے ہیں، پاک چین تعلقات آہنی بنیادوں پر استوار ہیں۔ جب چین قدرتی آفات میں گھرا تو پاکستان نے ہی چین کا ساتھ دیا، اپنے دورۂ پاکستان کے مثبت نتائج سے مطمئن ہوں، پاکستان اور چین ہر شعبے میں تعاون بڑھانے کے لیے پُرعزم ہیں اور چین پاکستان سے باہمی اقتصادی تعاون کو مکمل تحفظ دے گا، پاکستان درپیش چیلنجز سے نمٹنے میں کامیاب ہو رہا ہے اور اقتصادی ترقی کی راہ میں درپیش ہر رکاوٹ دونوں ملک مل کر دور کریں گے، دیرینہ دوستی اب سٹرٹیجک شراکت داری میں تبدیل ہو رہی ہے، دہشت گردی کا خاتمہ دو طرفہ ترقی کے لیے انتہائی ضروری ہے اور اس جنگ میں پاکستان صفِ اول کی ریاست ہے اور اس سلسلے میں پاکستانیوں کی قربانیاں ناقابلِ فراموش ہیں۔

پاکستانی ارکانِ پارلیمان سے خطاب سے قبل شی چن پنگ نے پارلیمانی رہنماؤں کے وفد سے بھی ملاقات کی جس کی سربراہی قومی اسمبلی کے سپیکر ایاز صادق کر رہے تھے۔ اقتصادی راہداری کے بارے میں بات کرتے ہوئے شی چن پنگ نے کہا کہ یہ باہمی ترقی کا منصوبہ ہے اور چین پاکستان میں معاشی ترقی اور استحکام کا خواہاں ہے۔ اس موقع پر پاکستان کے وزیراعظم محمد نواز شریف نے اپنی تقریر میں کہا کہ پاکستان اور چین کی دوستی ہر آزمائش پر پوری اتری ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان چین کی سلامتی کو اپنی سلامتی سمجھتا ہے اور ہمیشہ اس کا تحفظ کرے گا۔ انہوں نے چین کی ون چائنا پالیسی کے لیے پاکستانی حمایت کا اعادہ بھی کیا۔ چینی صدر کی پارلیمنٹ آمد پر اراکین پارلیمنٹ نے ڈیسک بجا کر ان کا زبردست خیرمقدم کیا۔ اس موقع پر دونوں ملکوں کے قومی ترانوں کی دھنیں بھی بجائی گئیں۔ چینی صدر شی کا پارلیمان کے مشترکہ ایوان میں خطاب یقیناً ایک تاریخ ساز اور عہد ساز خطاب تھا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے پاک چین دوستی کے حوالے سے جن خیالات اور جذبات کا اظہار کیا وہ ہر پاکستانی کے لئے سرمایہ افتخار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پاکستان کو ایشیائی ٹائیگر بنانے کے حوالے سے انہوں نے چین کے بھرپور اقتصادی تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ یہ یقین دہانی اربوں ڈالر کے پاک چین معاہدوں کی شکل میں

دونوں ممالک کی دیرینہ، آزمودہ اور غیر متزلزل دوستی کے مظہر کے طور پر جلوہ گری کررہی ہے۔

چینی صدر پارلیمنٹ سے خطاب کرنے کے بعد وزیراعظم کے ہمراہ بگھی میں ایوان صدر پہنچے، جہاں صدر ممنون حسین نے صدر شی جن پنگ کا استقبال کیا۔ ایوان صدر میں معزز مہمان کو بچوں نے گلدستے پیش کئے۔ خاتون اول کا بھی ایوان صدر میں پرتپاک استقبال کیا گیا۔ پاکستانی خاتون اول کلثوم نواز نے چینی خاتون اول و دیگر چینی وفد میں موجود خواتین کا خیر مقدم کیا۔ بچوں نے مہمانوں کو گلدستے پیش کئے۔ چیئرمین جوائنٹ آف ائر چیف اور نیول چیف نے بھی تقریب میں شرکت کی۔ اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ، وفاقی وزراء، سفراء اور دونوں ملکوں کے وفود بھی شریک ہوئے۔ چودھری اعتزاز احسن، چیئرمین سینٹ اور سپیکر نے بھی شرکت کی۔ ایوان صدر کی تقریب میں دونوں ممالک کے قومی ترانے بجائے گئے۔ تلاوت قرآن پاک سے تقریب کا آغاز کیا گیا۔ چینی صدر کو صدر پاکستان نے سب سے بڑے سول اعزاز نشان پاکستان سے نوازا۔ تقریب سے قبل ایوان صدر میں پاکستان چینی وفود کے درمیان مذاکرات ہوئے۔ چینی صدر سے صدر مملکت کے ون ٹو ون مذاکرات ہوئے۔ صدر ممنون نے کہا کہ خواہش ہے اقتصادی راہداری سے منسلک منصوبوں پر تیزی سے عملدرآمد ہو۔ پاک چین اقتصادی راہداری منصوبہ خطے کی تقدیر بدل دے گا۔ چینی صدر کی رہنمائی میں چین نے دنیا میں ایک عظیم مقام حاصل کیا۔ چینی صدر نے پاک چین دوستی کے فروغ کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ صدر مملکت نے مزید کہا کہ پاکستان میں کام کرنے والے چینی باشندوں کی سکیورٹی ہمارا اہم فرض ہے۔ چینی باشندوں کی سکیورٹی پاک فوج کے سپرد کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ پاکستان اور چین آئرن برادرز ہیں۔ صدر ممنون نے کہا بھارت کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کی مخلصانہ کوششیں کیں۔ چین کے ساتھ تمام شعبوں میں کثیرالجہتی تعلقات ہیں۔

عوامی جمہوریہ چین کے صدر شی چن پنگ پاکستان کا دو روزہ دورہ مکمل کرکے 20 اپریل 2015ء کو وطن واپس روانہ ہوگئے۔ صدر شی چن پنگ کا یہ دورہ پاکستان کے نقطہ نظر سے انتہائی اہمیت کا حامل تھا، اس کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان مختلف نوعیت کے 51 معاہدوں اور مفاہمتی یادداشتوں پر دستخط کیے گئے جن کی مالیت 46 ارب ڈالر ہے۔

یوں دیکھا جائے تو چینی صدر کا یہ دورہ انتہائی کامیاب رہا ہے۔ اگر یہ سارے معاہدے اور مفاہمتی یادداشتیں عملی شکل اختیار کرلیں تو آنے والے برسوں میں پاکستان میں معاشی و اقتصادی ترقی کی رفتار غیر معمولی حد تک تیز ہوجائے گی جس سے روزگار اور کاروبار کے نئے مواقع پیدا ہوں گے، یہی نہیں

بلکہ عوامی جمہوریہ چین کی معیشت پر بھی ان منصوبوں کی تکمیل سے انتہائی مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

چین کے صدر کا یہ دورہ اس اعتبار سے بھی منفرد ہے کہ ان سے ملک کی اہم سیاسی جماعتوں کے سربراہوں نے بھی ملاقات کی۔اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے مسلح افواج کے سربراہوں سے بھی ملاقات کی۔

پاکستان اور چین کا مستقبل ایک دوسرے سے وابستہ ہے۔ بلاشبہ چین اس وقت دنیا کے چند انتہائی طاقتور ممالک کی فہرست میں شامل ہے، وہ اقوام متحدہ کے سلامتی کونسل کا ویٹو پاور رکھنے والا رکن ملک ہے۔ اس کے علاوہ یہ طاقت امریکا، روس، برطانیہ اور فرانس کو حاصل ہے۔اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عالمی امور میں چین کتنا وزن رکھتا ہے۔ یہی نہیں اس کی معیشت برق رفتاری سے ترقی کر رہی ہے، اس کے پاس تین ٹریلین ڈالر سے زائد کے زرمبادلہ کے ذخائر ہیں۔چین انتہائی وسیع و عریض رقبے کا حامل ملک ہے۔یوں اس کے پاس وسائل بھی بہت زیادہ ہیں لیکن اسے مزید آگے بڑھنے کے لیے پاکستان کی انتہائی ضرورت ہے۔ ماضی میں پاکستان نے چین کو تنہائی سے نکال کر عالمی دنیا سے روابط استوار کرنے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا تھا۔

پاک چین اقتصادی منصوبے کی سکیورٹی کیلئے سپیشل سکیورٹی ڈویژن تشکیل دیدیا گیا ہے۔سپیشل سکیورٹی ڈویژن آرمی بٹالین اور سول آرمڈ فورسز پر مشتمل ہے۔ڈویژن پاک چین اقتصادی پروجیکٹس کی سکیورٹی پر مامور ہوگا۔ترجمان پاک فوج کے مطابق پاک چین اقتصادی منصوبوں کے ورکرز کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائیگا۔ عام حالات میں چینی اہلکاروں کی سکیورٹی پولیس اور پیرا ملٹری فورس ادا کریگی۔ ڈی جی آئی ایس پی آر میجر جنرل عاصم سلیم باجوہ نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاک فوج نے پاک چائنہ اقتصادی راہداری کیلئے سپیشل ڈویژن تشکیل دیدیا ہے۔

پاک فوج کی ایک بٹالین جس میں آرمی بٹالین اور سول آرمڈ فورسز بھی شامل ہوں گی۔ یہ صرف اقتصادی منصوبوں کی سکیورٹی کیلئے مختص ہوگی۔ ڈویژن میں پاک آرمی کی 9 بٹالینز شامل ہوں گی۔ ڈویژن میں600 آرمڈ فورسز کے ونگز بھی شامل ہوں گے۔ملٹری ذرائع کے مطابق اس مقصد کے لئے10 ہزار فوجی دستے تشکیل دیئے گئے ہیں جبکہ اس سکیورٹی ڈویژن کی سربراہی فوج کے میجر جنرل کریں گے جسے براہ راست جنرل ہیڈ کوارٹرز (جی ایچ کیو) راولپنڈی کو رپورٹ کرنا ہوگا۔10 ہزار فوجی دستوں میں سے 5 ہزار کا تعلق پاکستان آرمی کے سپیشل سروسز گروپ سے ہوگا جو سکیورٹی اور انسداد دہشت گردی کے لئے خصوصی طور پر تربیت یافتہ ہیں۔ذرائع کا کہنا ہے کہ پاکستانی قیادت سے ملاقات میں چینی صدر نے پاکستان میں کام کرنے والے چینی ماہرین کی سکیورٹی کا معاملہ اٹھایا تھا جس کے بعد صدر پاکستان کی جانب سے چینی صدر کو اس بات کی یقین دہانی کرائی گئی کہ اس حوالے سے فیصلہ کیا جا چکا ہے جس کا اطلاق فوری طور پر کیا جائے گا۔

پاک چین تعلقات...... ہمالیہ سے بھی اونچے رابطے ہیں

طاہر پرواز

دوست تو سب ہوتے ہیں لیکن دوستی نبھانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ ماؤزے تنگ کے سرخ انقلاب سے شروع ہونے والا دوستی کا سفر گزشتہ صدی کی بات تھی اور اب ہم نئی صدی کے 15ویں برس میں جب پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو رفاقتوں اور محبتوں کا ایک طویل سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ پاکستان اور چین کی لازوال دوستی، ہر گزرتے وقت کے ساتھ مزید گہری ہوتی گئی۔ سیاسی، دفاعی اور سماجی تعاون میں مضبوطی اب اقتصادی تعاون کی منزلوں کی جانب رواں دواں ہے۔ یہ غالباً 60 کی دہائی تھی جب میں اپنے ساتھیوں سمیت راولپنڈی کی مال روڈ پر وزیر اعظم چواین لائی کا استقبال کرنے کے لئے ہاتھوں میں پاکستان اور چین کے پرچموں والی جھنڈیاں لہرا رہا تھا۔ بچپن کی وہ یادیں اس لئے بھی تازہ ہیں کیونکہ میرے پاس ماؤزے تنگ کی تصویر والا کوٹ کا بیج اور دستی سرخ کتاب، آج بھی محفوظ ہے پھر اس کے بعد عوامی جمہوریہ چین کے کئی سربراہان پاکستان آئے اور تعلقات میں مضبوطی کے ساتھ ساتھ گرمجوشی میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا پھر دوستی کے یہ پرچم میری اولاد نے اٹھائے اور آج یہی پرچم میرے پوتوں اور پوتیوں کے ہاتھ میں ہیں۔

کبھی سوچا آپ نے کہ نظام حکومت اور عقائد مختلف ہونے کے باوجود پاکستان اور چین کے عوام خود کو اتنا قریب کیوں سمجھتے ہیں؟ جی میں عرض کر دیتا ہوں وہ یہ کہ یہ رشتہ اخلاص، محبت، سچائی اور انسانیت کی اعلیٰ اقدار کا حامل ہے اور یہی بات دُنیا کو پسند نہیں۔ پاکستان کے ترقیاتی منصوبوں پر کام کرنے والے چینی ماہرین اور کارکنوں کا قتل کرنے والے پاکستان اور چین کے مابین غلط فہمیاں پیدا کر کے گہرے رشتوں اور رابطوں میں دراڑیں ڈالنے کے ناپاک منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ پاکستان اور چین اپنے اس مشترکہ دشمن کو جانتے ہیں۔ عوامی جمہوریہ چین کے قیام کے بعد پاکستان، چین کو تسلیم کرنے والے پہلے ممالک میں شامل ہے۔ پاکستان میں حکومت جمہوری ہو یا غیر جمہوری چین کا پاکستان سے رابطہ مسلسل رہا کیونکہ یہ تعلقات بنیادی طور پر عوام سے عوام کے رابطوں پر مبنی ہیں اگر کبھی آپ کو شاہراہ قراقرم پر سفر کرنے کا اتفاق ہو تو گلگت سے چلاس اور پھر سکردو کے راستے یہ شاہراہ آپ کو دُنیا کے کسی بھی بڑے عجوبے سے کم دکھائی نہیں دے گی۔ ایک جانب دریا کی گہرائی اور دوسری جانب سر بفلک پتھریلے پہاڑ اور ان پہاڑوں کو کاٹ کر راستے بنانے والے، بیشتر پاکستانی فوجی اور چینی اہلکار جانوں کی قربانی دے گئے مگر اپنے لہو سے ایک روشن سویرے کا عنوان تحریر کر گئے۔ آج بھی شاہراہ قراقرم پر جگہ جگہ آپ کو ایسی یادگاریں ملیں گی جن پر ان عظیم لوگوں کے نام کندہ ہیں 70 اور 80 کی

دہائیوں میں ہیوی میکینکل انڈسٹری اور ہیوی الیکٹریکل انڈسٹری بھی چین کی دوستی کا تحفہ ہے۔ یہ دوستی کا سفر جاری رہتا ہے اور ایٹمی توانائی کے دو پلانٹ چشمہ اور چشمہ 2 ان رشتوں کو مزید مضبوط کرتے نظر آتے ہیں۔اس سلسلے میں مزید پیش رفت کے لئے چین مستقبل میں مزید 6 ایٹمی ری ایکٹر تعمیر کر رہا ہے۔ پاکستان اور چین کے مثالی تعلقات کے پیش نظر حکومت پاکستان نے سال 2015ء کو پاک چین دوستی کا سال قرار دیا ہے۔ دوستی کے اس سال کی اہمیت اب اور بھی دگنی ہوگئی ہے کیونکہ عوامی جمہوریہ چین کے عزت مآب صدر ژی جن پنگ کے پاکستان کے دورے کے ساتھ معاشی اور اقتصادی ترقی کے نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے جسے پاکستان کے صدر جناب ممنون حسین نے نئی دنیا سے تعبیر کیا ہے۔اقتصادی تعاون کے آغاز کا یہ سال چین کی مدد سے تیار کئے جانے والے الخالد ٹینک اور جے ایف۔ 17 تھنڈر لڑاکا طیاروں کے مشترکہ منصوبوں کے تسلسل کی ایک کڑی ہے۔توانائی میں اضافے کی جانب خصوصی توجہ دے کر اسے ترجیحات میں سرفہرست رکھا گیا ہے۔45 ارب ڈالر کی بیک وقت سب سے بڑی سرمایہ کاری کے ذریعے 35 سے 37 ارب ڈالر توانائی کے منصوبوں کے مختص کئے گئے ہیں۔ ابتدائی طور پر ان منصوبوں سے 10,400 میگا واٹ بجلی پیدا کی جائے گی پھر مزید 6000 میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کے منصوبے شامل کئے جائیں گے۔ان منصوبوں میں پن بجلی، شمسی توانائی، کوئلہ اور ہوا سے بجلی پیدا کی جائے گی جبکہ پہلی مرتبہ تھر کے کوئلے کے ذخائر سے بجلی پیدا کرنے کے چھ کارخانے لگائے جائیں گے۔ توانائی کے یہ منصوبے پاک چین اقتصادی راہداری کا حصہ ہیں جنہیں ملک کے چاروں صوبوں میں لگایا جائے گا۔کاشغر سے گوادر تک تعمیر ہونے والی اقتصادی راہداری کے دونوں جانب انڈسٹریل زون تعمیر ہونگے جس سے نہ صرف روزگار کے مواقع میسر آئیں گے بلکہ صنعتی سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہوگا۔انفراسٹرکچر کے تحت گوادر میں 14 کلومیٹر ایکسپریس وے بنے گی جبکہ چینی حکومت کی جانب سے بلا معاوضہ بین الاقوامی معیار کے جدید سہولتوں سے آراستہ ہوائی اڈے کی تعمیر، پاکستان کے لئے ایک تحفہ ہوگا۔ پاک چین اقتصادی راہداری کو جنوب ایشیا، وسط ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا سے ایک مربوط نظام سے ملا دیا جائیگا۔ راہداری کے تحت ڈیرہ اسماعیل خان، ژوب، قلعہ سیف اللہ سے سوراب تک گوادر کے لئے 400 کلومیٹر سڑک تعمیر کی جائے گی جو 2016ء میں مکمل ہوگی۔ دوسرا روٹ سکھر، رتو ڈیرو اور گوادر کا ہے جو انڈس ہائی وے کا حصہ ہے جسے دو رویہ کیا جائے گا اور تیسرا روٹ موٹر وے سے ملائے گا۔ ان منصوبوں میں سے بیشتر نجی شعبے کے ذریعے مکمل کئے جائیں گے۔ایک چینی کمپنی نے 1.40 ارب ڈالر کی لاگت سے لاہور اورنج لائن ٹرین سروس شروع کرنے کی منظوری دی ہے۔امور خارجہ کے حوالے سے پاکستان اور چین کا موقف یکساں ہے۔پاکستان بیجنگ کے ایک چین کی پالیسی کی حمایت کرتا ہے اور چین مقبوضہ کشمیر کے مسئلے پر پاکستان کے موقف کا حامی ہے۔یہ امر باعث اطمینان ہے کہ تمام موسموں میں پاک چین دوستی کا موسم ایک سا رہا ہے۔مستقبل میں اقتصادی تعاون کے مثالی منصوبے دونوں ممالک کے عوام کو قریب سے قریب تر کر دینگے۔

سمندر سے بھی گہرے سلسلے ہیں
ہمالہ سے بھی اونچے رابطے ہیں

پاکستان میں چینی سرمایہ کاری ''گیم چینجر''

نوید الیاس

اس حقیقت سے انکار کرنا ممکن نہیں کہ پاکستان اور چین کے مابین قائم لازوال دوستانہ تعلقات اب اس حد تک وسعت اختیار کر چکے ہیں کہ عالمی برداری سمیت یورپی اور امریکی ایوانوں کے اندر بھی اب پاک چین دوستی کے تذکرے ہونے لگے ہیں۔ دونوں ممالک معاشی، اقتصادی توانائی اور عسکری اتحاد کی اس سٹیج پر پہنچ گئے ہیں جہاں اب لفظ ''عدم اعتماد'' کی بھی قطعی گنجائش باقی نہیں رہی۔ دنیا کے بیشتر تھنک ٹینکس اور تجزیہ کاروں کے مطابق پاک چین دوستی اب حقیقت کا روپ دھار چکی ہے۔

چینی وزیراعظم کا یہ قول کہ (چین سے اگر محبت کرتے ہو تو پاکستان سے بھی محبت کرو) ترقی پذیر ممالک میں آج بطور ریفرنس استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح وزیراعظم محمد نواز شریف کا یہ کہنا کہ پاکستان اور چین کے مابین قائم طویل دوستی کوہ ہمالیہ کی طرح بلند ہے۔ دونوں ممالک کی سچی، کھری محبت کا واضح ثبوت ہے۔ حال ہی میں موقر برطانوی روزنامہ فنانشل ٹائمز نے پاک چین دوستی کے حوالہ سے اپنے ایک تجزیاتی آرٹیکل میں یہ واضح کیا ہے کہ دونوں ممالک کی اس لازوال دوستی کا سب سے اہم پہلو چین کی وہ آزادی ہے جسے 1950ء میں پاکستان نے پہلے مسلم ملک کی حیثیت سے تسلیم کیا۔ یہ قدریں اس لئے بھی مشترکہ ہیں کہ پاکستان 1947ء میں قائداعظم محمد علی جناح کی مدبرانہ قیادت اور قربانیوں سے وجود میں آیا جبکہ چین کی آزادی کے لئے ''ماوزے تنگ'' کی لانگ مارچ کی قربانیوں نے 1949ء میں اس ملک کو آزادی سے ہمکنار کر دیا! دوستی کا یہ طویل عرصہ دونوں ممالک کو اب مزید قریب لے آیا ہے۔

بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ قومیں اپنے لیڈروں کی قیادت میں منزلوں کی جانب سفر کرتی ہیں۔ چینی قوم کی یہ خوش قسمتی ہے کہ انہیں ماؤزے تنگ جیسا لیڈر ملا جس نے 66 سال پہلے 1949 میں طویل ترین خانہ جنگی کے بعد آزادی سے لے کر 1976 تک اپنی قوم کی مخلصانہ قیادت کی اور اپنی قوم کو اس منزل تک پہنچایا، جہاں سے اس کو اپنی منزل صاف نظر آنے لگی تھی۔

اس کے بعد چین مختلف مراحل سے گزرتا اور ترقی کی منازل طے کرتا رہا۔ آج وہ معاشی طور پر دنیا کی بڑی طاقتوں کی صف میں شامل ہو چکا ہے۔ چیئرمین کے بعد ایک اور عظیم قائد ڈینگ ژیاؤ پنگ نے قوم کی رہنمائی کا بیڑہ اٹھایا، اور معاشی اصلاحات کا آغاز کیا۔

انہوں نے جو اوپن ڈور پالیسی اختیار کی تھی، اس نے چین کو عظیم اقتصادی قوت بننے کی راہ پر گامزن کر دیا۔ جس سفر کا آغاز ماؤزے تنگ نے کیا تھا، اور ڈینگ ژیاؤ پنگ قوم کو لے کر اس

راستے پر آگے بڑھے تھے، چینی قوم کی تیسری نسل بھی اسی راہ پر رواں دواں ہے، اور تیسری نسل کی قیادت چین کے ایک اور انقلابی لیڈر شی جن پنگ کر رہے ہیں۔

چین دنیا کے ان چند ممالک میں شامل ہے جس نے بدترین بین الاقوامی کساد بازاری کے باوجود اپنی معیشت کو سنبھالے رکھا، اور یہ صرف زرمبادلہ کے محفوظ ذخائر اور صنعتی ترقی کی جامع پالیسی کی بدولت ہی ممکن ہو سکا ہے۔

پاکستان اور چین جغرافیائی لحاظ سے پڑوسی ہونے کے ناطے ہی ایک دوسرے کے قریب نہیں، بلکہ دونوں ملکوں کے عوام کے درمیان بھی مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ دونوں ملکوں کے عوام کے عالمی امور، امن پسندی اور باہمی احترام کے حوالے سے خیالات بھی یکساں ہیں۔

چین اقوام متحدہ کے بانی ممالک میں شامل ہے، اور اس وجہ سے چین کو سلامتی کونسل میں ویٹو کا حق بھی حاصل ہے۔ دو عشروں تک مغرب کی چین دشمنی کی وجہ سے اسے اقوام متحدہ میں اپنے جائز مقام سے محروم رہنا پڑا۔

اس مشکل دور میں اقوامِ متحدہ میں پاکستان کی جانب سے چین کا کیس بھرپور طریقے سے اٹھایا گیا۔ اقوامِ متحدہ میں اس وقت کے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی مشہور تقریر میں کہا تھا کہ اگر چین کو ایسے ہی سلامتی کونسل سے باہر رکھا گیا، تو اقوامِ متحدہ عالمی مسائل، بالخصوص ایشیائی مسائل کے حل میں ناکام رہے گی۔ چنانچہ 25 اکتوبر 1971 کو اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے بھاری اکثریت کے ساتھ عالمی ادارے میں چین کی مراعات بحال کر دیں۔

چین کی اقوام متحدہ میں یہ غیر معمولی کامیابی دنیا کے دیگر ترقی پذیر ممالک کے لیے بھی غیر معمولی اہمیت رکھتی تھی کیونکہ چین ہر فورم پر ترقی پذیر ممالک کے حقوق کے لیے آواز اٹھاتا رہا ہے۔ مراعات کی بحالی کے بعد چین چھوٹے اور کمزور ممالک کے تحفظ کے لیے موثر کردار ادا کر رہا ہے۔

اقوام متحدہ میں رکنیت کی بحالی کے بعد چین نے عالمی برادری سے تعلقات کو فروغ دینے پر توجہ دی۔ 1970 کے عشرے کے اختتام تک چین نے 120 ممالک سے سفارتی تعلقات قائم کر دیے تھے جن میں امریکہ کے ساتھ سفارتی تعلقات کا قیام بھی ایک اہم پیش رفت قرار دیا جا سکتا ہے۔

شنگھائی تعاون تنظیم، شمالی کوریا کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے چھ ملکی مذاکرات، چین افریقن تعاون تنظیم، بیجنگ سربراہ اجلاس، ایشیاء یورپ میٹنگ سے لے کر لندن میں جی ٹوینٹی سربراہ اجلاس تک چین نے ہر فورم میں اپنے فعال کردار کی وجہ سے اپنی حیثیت منوالی ہے۔

ایک ابھرتی ہوئی اقتصادی قوت ہونے کے ناطے بھی چین نے عالمی معاملات میں اہم کردار ادا کیا ہے اور قوموں کی برادری میں چین کی اہمیت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ چین دنیا کا تیسرا ملک ہے جس نے انسان بردار خلائی جہاز خلاء میں بھیجے۔ 66 سال قبل جب چین آزاد ہوا تھا تو خلاء کو تسخیر کرنے سمیت ایسی کئی کامیابیاں صرف خواب تھیں، جنہیں آج چین اپنی محنت کی بدولت حقیقت کا روپ دے چکا ہے۔

60 کی دہائی میں چین اور پاکستان نے ایک ساتھ مل کر تمام تر مشکلات پر قابو پاتے ہوئے شاہراہ قراقرم کی تعمیر کی۔ اس عظیم منصوبے کی کامیاب تکمیل کے لیے اس پر کام کرنے والے دونوں ملکوں کے بہت سے کارکنوں نے اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کیے۔ یہ چین اور پاکستان کی باہمی محنت اور عزم کی ہی بدولت ہے کہ شاہراہِ قراقرم کو دنیا کا آٹھواں عجوبہ بھی کہا جاتا ہے۔

2008 میں چین میں شدید زلزلے کے بعد پاکستان نے فوری طور پر اپنی امداد روانہ کی، جسے بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اس سال اپریل کی ابتداء میں چین کی بحریہ کے جنگی جہاز نے یمن میں پھنسے 176 پاکستانی باشندوں کو بحفاظت وطن عزیز پاکستان کو پہنچایا۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ چین اور پاکستان کی دوستی پہاڑوں سے بلند، سمندر سے گہری، شہد سے میٹھی، اور فولاد سے مضبوط ہے۔

چین 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں پاکستان کی بھرپور مدد کر چکا

ہے۔1990ء میں پریسلر ترمیم کے تحت امریکہ نے جب پاکستان کو فوجی ہتھیاروں کی فراہمی معطل کردی تو چین نے اس وقت پاکستان کا نیوکلیئر پراسس میں بھرپور ساتھ دیا۔اس میں بھی قطعی شک وشبہ نہیں کہ چین نے دنیا کی تمام تر مخالفتوں اور سرد امریکی رویے کے باوجود پاکستان کے ایٹم بم بنانے میں مدد کی ٹینک اور طیارے سازی کے شعبوں میں معاونت کی اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری رکھے ہوئے ہے۔

فضائی چائنہ پراجیکٹ کے تحت JF-17 تھنڈر لڑاکا طیارے اور Hongdujl-8 طیارے پاکستان اور چین کے مشترکہ تعاون سے تیار کئے جارہے ہیں۔2013ء میں 18 بلین ڈالرز سے پاک چائنا اکنامک کاریڈور طے پایا جاچکا ہے جس میں بحیرہ عرب پر گوادر تا کاشغر کا منصوبہ بھی شامل ہے۔مضبوط اور لازوال دوستی کا ایک اور بڑا ثبوت چین کے صدر کی جانب سے 2014ء میں پاکستان میں انرجی بحران پر قابو پانے کیلئے 31 عشاریہ 5 بلین ڈالر کی وہ خطیر رقم ہے جو سرمایہ کاری کے طور پر استعمال کی جارہی ہے۔22 مئی 2014ء میں حکومت پاکستان اور چین کے درمیان لاہور میں چلائی جانے والی لاہور اورنج لائن ٹرین کے منصوبہ پر بھی دستخط ہو چکے ہیں۔اطلاعات کے مطابق 27 کلومیٹر کے اس مجوزہ ریل ٹریک پر چلنے والی اس میٹرو کو اورنج لائن کا نام دیا جائے گا۔اقتصادی تعاون کے حوالہ سے حال ہی میں چین کی ایک کمپنی ''گیژر و باگرو'' کے ایک وفد نے وزیراعظم محمد نواز شریف سے دریائے نیلم جہلم منصوبے میں سرمایہ کاری کرنے میں دلچسپی کا اظہار بھی کیا ہے جو پاک چین دوستی کا ایک اور ثبوت ہے۔افواج پاکستان کے سربراہ جنرل راحیل شریف نے جنہوں نے پاکستان سے دہشت گردی کے مکمل خاتمے کو اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا ہے جنوری کے اپنے دورہ چین کے دوران یہ ثابت کردیا کہ پاکستان اور چین کی دوستی تمام تر قومی مفادات سے بالاتر ہے۔قوم کو پاک چین دوستی پر فخر ہے۔

اقتصادی راہداری کے منصوبے کا تصور

2013 میں چین کے صدر شی جن پنگ نے "ون بیلٹ ون روڈ" کے تصور کے تحت پیش کیا تھا، جس کا مقصد چین کے ہمسایہ ممالک کے ساتھ روابط کا فروغ، اور انسانی زندگی کی بہتری تھا۔ اقتصادی راہداری صرف ایک سڑک یا ہائی وے نہیں ہے، بلکہ یہ مختلف اقدامات اور کئی منصوبوں پر مشتمل ہے جس میں گوادر بندرگاہ، توانائی، ٹرانسپورٹیشن اور بنیادی ڈھانچے کے شعبوں کے کئی منصوبے شامل ہیں۔ منصوبے کی تکمیل سے ملک کی اقتصادی ترقی وخوشحالی کو یقینی بنایا جاسکے گا۔

پاک چین اقتصادی راہداری کے منصوبے کی تعمیر کا مقصد ملک کے عوام کے لیے فوائد کا حصول ہے، اور بالخصوص بلوچستان اور خیبر پختونخوا بھی اس منصوبے سے خصوصی طور پر مستفید ہوں گے۔اقتصادی راہداری کے اس جامع منصوبے میں بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے کئی بڑے منصوبے بھی شامل ہیں، جن میں سے بلوچستان میں گوادر بندرگاہ کے منصوبے پر کام جاری ہے جس میں ایسٹ بے پر ایکسپریس وے اور بین الاقوامی ایئرپورٹ کی تعمیر بھی شامل ہیں، جبکہ خیبر پختونخوا میں قراقرم ہائی وے کے دوسرے مرحلے میں اعلیٰ درجے کی سڑک کی تعمیر کا منصوبہ بھی شامل ہے۔

اس منصوبے سے قلیل، درمیانی، اور طویل مدت کے لیے فوائد حاصل ہوں گے، جن سے اس خطے میں خوشحالی اور اقتصادی استحکام آئے گا۔اقتصادی راہداری کے اجتماعی منصوبے کے ایک حصے کے طور پر پاکستان میں صنعتی زونز بھی قائم کیے جائیں گے، جس سے معیشت کے مختلف شعبوں میں ترقیاتی عمل میں تیزی آئے

گی۔ اقتصادی راہداری کا منصوبہ کاشغر، ژینگ جیانگ اور پاکستان بھر سے ہوتا ہوا آخر میں گوادر بندرگاہ تک جائے گا۔

اس منصوبے سے پاکستان کے بڑے شہر اور کثیر آبادی مستفید ہوگی جس میں توانائی، ٹرانسپورٹ کے بنیادی ڈھانچے، اور اقتصادی زونز کی تعمیر کے کئی منصوبے شامل ہیں۔ ان منصوبوں کی تعمیر سے ساز وسامان، معلومات اور دیگر وسائل کی ترسیل کو فروغ حاصل ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ توانائی اور نقل وحمل کے بنیادی ڈھانچے کے شعبوں میں بھی کئی نئے منصوبے بھی شامل ہوں گے اور ان سے دونوں ممالک کے عوام کے لیے روزگار کے نئے وسیع مواقع پیدا ہوں گے۔

چینی تاریخ میں کسی دوسرے ملک میں سب سے زیادہ سرمایہ کاری 46 ارب ڈالر کی ہے اور یہ پاکستان میں ہونے جا رہی ہے۔ چین پاکستان تجارتی راہداری حقیقت بننے کو تیار ہے۔ چینی صدر کے دورہ ایشیاء میں نئے عہد کا آغاز ہوگا۔ 15 سال میں 2000 میل کا سڑکوں کا جال گوادر بندرگاہ تک بچھایا جائے گا۔ 3 ارب لوگوں پر مشتمل آدھی دنیا ایک نئی معاشی قوت کے طور پر ابھرے گی۔ چین کی 46 ارب ڈالر کی انفراسٹرکچر سرمایہ کاری سے تجارت اور ٹرانسپورٹ روٹ کے نئے عہد کا آغاز ہوگا جو امریکہ کے لیے بہت بڑا چیلنج ہے، کیونکہ چین اب اس خطے میں اپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔

امریکی جریدے وال اسٹریٹ جرنل کی رپورٹ کے مطابق یہ منصوبہ گیم چینجر ثابت ہوگا اور یہ وسیع پالیسی کا منصوبہ ہے، جسے ون بیلٹ ون روڈ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ چین کو ایشیائی اور یورپی ممالک کی منڈیوں سے ملائے گا۔ چین کے لیے دہشت گردی سے متاثرہ ملک میں بڑے منصوبوں کا آغاز ایک بڑا چیلنج ہے تاہم پاکستان چینی کارکنوں اور انجینئرز کی حفاظت کے لیے اسپیشل سیکیورٹی فورس بھی قائم کر چکا ہے۔

سرمایہ کاری کا بڑا حصہ توانائی کے منصوبوں پر خرچ کیا جائے گا، اور اس سے پاکستان میں توانائی کی قلت پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ پاکستان کو دی جانے والی امداد کے معاملے میں چین آگے نکل گیا ہے اور امریکہ پیچھے رہ گیا ہے کیونکہ امریکہ نے 2010ء سے 2014ء کے درمیان پاکستان کو کل 5 ارب ڈالر کی امداد دی ہے جس میں 2 ارب ڈالر انفراسٹرکچر کے لیے دیے گئے ہیں، جبکہ توانائی کے منصوبے میں امریکہ صرف 1500 میگاواٹ کا اضافہ کر رہا ہے جو کہ پاکستان کی موجودہ ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انتہائی کم ہے۔

امریکہ کے ترقیاتی فنڈز سے پاکستان کے انفراسٹرکچر میں صرف معمولی تبدیلی لائی جاسکتی ہے، تاہم چین کی زیادہ تر رقم سرمایہ کاری بنیادوں پر خرچ کی جائے گی۔

رپورٹ کے مطابق امریکہ کے مقابلے میں چین توانائی کے شعبے میں 33.79 ارب ڈالر، شاہراہوں پر 5.90 ارب ڈالر، ریل پر 3.69، ماس ٹرانزٹ لاہور میں 1.60 ارب ڈالر، گوادر پورٹ پر 0.66 ارب ڈالر، اور چائنہ پاکستان فائبر آپٹکس پر 0.04 ارب ڈالر خرچ کرے گا جو کہ مجموعی طور پر 45.69 ارب ڈالر بنتا ہے۔ اور اس طرح چین امریکہ پر بازی لے گیا ہے۔ اگر یہ تمام منصوبے وقت پر مکمل ہوجائیں، تو پاکستان اگلے چند سالوں میں ہی بجلی کے بحران کو شکست دے کر ترقی کی راہ پر ایک نیا سفر شروع کر سکتا ہے۔

امید ہے کہ پاک چین دوستی ایسے ہی قائم ودائم رہے گی، اور دونوں ممالک مل جل کر ترقی کے لیے کام کرتے رہیں گے۔

پاک چین تعلقات اور سلک روٹ

عدیل احسان

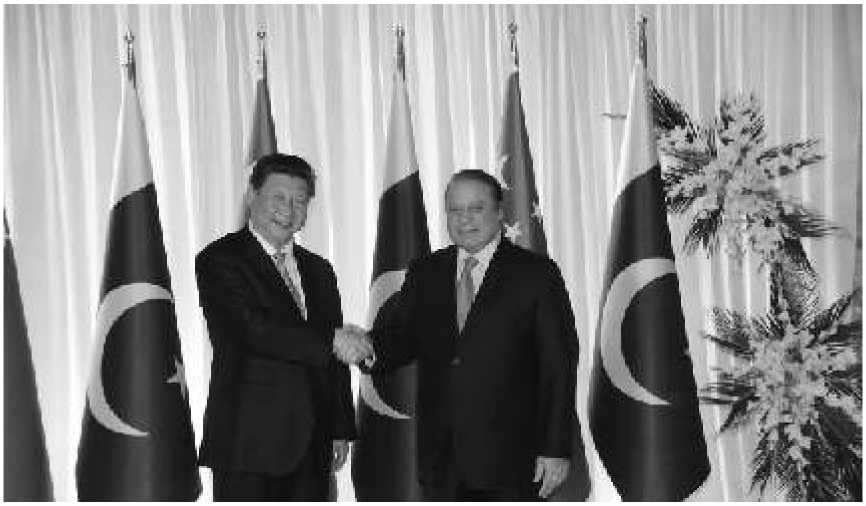

پاکستان چین کو چھوڑ سکتا ہے اور نہ ہی چین پاکستان کو، یہ ایک زندہ حقیقت ہے، ایک ایسی حقیقت جس کی گہری بنیادیں زمینی حقائق میں ہیں۔ چین کے موجودہ وزیرِ خارجہ وانگ ژی پاک چین تعلقات کو آہنی بھائی چارہ کہتے ہیں۔1951 میں چین اور پاکستان کے درمیان دوستی شروع ہوئی۔ بین الاقوامی سیاست میں چار پارٹنر شپس بہت اہم ہوتی ہیں یعنی سیاسی، اقتصادی، تجارتی اور فوجی، ان چاروں ہی میں پاکستان اور چین کی پارٹنر شپ ہر گزرتے دن کے ساتھ مضبوط ہوتی رہی ہے اور ان میں ایک اضافی پارٹنر شپ ایٹمی تعاون بھی ہے۔ چین کی ترقی کی تیز رفتاری کا اس بات سے اندازہ لگائیں کہ صرف پانچ سال پہلے 2010ء میں چین دنیا کا سب سے بڑا برآمدی ملک بنا اور پھر 2014ء میں وہ دنیا کی سب سے بڑی معیشت بھی بن گیا۔ یہ دنیا کا مستحکم ترین ملک ہے کیونکہ وہاں ہر شعبہ ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے ایک مخصوص رفتار لیکن طے شدہ سمت میں آگے بڑھتا ہے۔ اکیسویں صدی کا چین اقتصادی اور فوجی اعتبار سے دنیا کی سب سے بڑی طاقت بنتا دکھائی دے رہا ہے، اس لئے یورپ یا امریکہ سے کسی کا اس خطے میں مزید گھسے رہنا اب ممکن نہیں رہا۔

چین کی سرحد چودہ ممالک سے ملتی ہے اور ایک دو کو چھوڑ کر وہ تقریباً ان تمام ممالک میں اقتصادی طور پر کسی نہ کسی حیثیت میں پارٹنر ہے لیکن پاکستان سے اس کی پارٹنر شپ انتہائی خصوصی ہے۔ عالمی بالادستی کے لئے امریکہ اور سوویت یونین کی سرد جنگ کے زمانے میں بہت دانشور دعوے کرتے تھے کہ سرد جنگ کے ختم ہونے کے بعد پاک چین دوستی میں گرم جوشی باقی نہیں رہے گی، مگر اس کے برعکس پاک چین دوستی پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ چینی حکمران پاکستان سے دوستی کو All Weather Friendship قرار دیتے ہیں۔

پاک چین دوستی گزشتہ 65 سال سے مضبوطی کی طرف گامزن ہے، گزشتہ ایک سال کے واقعات نے اس میں اور تیزی پیدا کر دی ہے۔ نریندر مودی نے اقتدار میں آنے کے بعد امریکہ سے اپنے تعلقات کو مزید وسعت دی ہے۔ اس سال کے شروع میں بھارتی یومِ جمہوریہ کے موقع پر امریکی صدر کو بطور مہمانِ خصوصی مدعو کیا اور عسکری و اقتصادی طاقت دکھانے کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ ساتھ ہی دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ ہم امریکہ کے قریبی دوست اور حلیف ہیں، عین اُس وقت پاکستان کے آرمی چیف چینی قیادت کے ساتھ بیجنگ میں

موجود تھے جو بھارت اور امریکہ کے لئے پیغام تھا۔

چین کا اپنے مشرق میں پہلے ہی مکمل کنٹرول ہے، اسے مغرب میں کنٹرول کیلئے پاکستان کے ذریعے رسائی درکار ہے۔ گوادر کی بندرگاہ کے راستے مشرقِ وسطی، ترکی اور یورپ تک اس کا کنٹرول ہو جائے گا۔ اسی طرح چین کو توانائی کی تیزی سے بڑھتی ہوئی ضروریات اس کے مغرب میں واقع ایران، ترکمانستان اور مشرقِ وسطی سے پوری ہوں گی، ان ضروریات کو پاکستان کے راستے ہی پورا کرنا ہے۔ افغانستان میں امریکی اور نیٹو افواج کے انخلاء کے بعد اس کا کنٹرول بھی چین کے پاس ہوگا اور اسے اس ضمن میں پاکستان کا بھرپور تعاون چاہئے۔ عالمی سفارت کاری میں پاک چین تعلقات کا موازنہ امریکہ اسرائیل تعلقات سے کیا جاسکتا ہے۔ چین میں کئے گئے ایک سروے میں 90 فیصد سے زائد لوگوں نے پاکستان کو چین کا سب سے قریبی دوست قرار دیا۔ پاکستان اور چین کے درمیان فری ٹریڈ کا معاہدہ موجودہ ہے۔ پاکستان چین اقتصادی کوریڈور کے منصوبے میں چین 50 ارب ڈالر سے زائد کی سرمایہ کاری پاکستان میں صنعتی و تجارتی زونز، گوادر بندرگاہ اور چین سے گوادر تک شاہراہیں اور ریلوے نیٹ ورک بنانے کے لئے کرے گا۔ پاکستان میں توانائی کا بحران ختم کرنے کے لئے پاور کے منصوبے اور چشمے میں مزید ایٹمی بجلی کے پلانٹ بھی لگائے جا رہے ہیں۔ اس طرح ٹیلی کمیونیکیشن سیکٹر میں بھی چین پاکستان میں اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کر چکا ہے۔

پاک چین دفاعی تعاون میں جدید جیٹ فائٹر طیارے اور ہر طرح کی اسلحہ سازی سے لے کر میزائل اور ایٹمی ٹیکنالوجی تک سب کچھ شامل ہے۔ چینی صدر شی چن پنگ کے دورۂ پاکستان کے بعد پاک چین دوستی ایک نئے پیرائے میں داخل ہوگئی ہے۔

چین کا خواب سلک روٹ جس کی تعمیر میں پاکستان کا رول انتہائی اہم ہے اس روٹ کے پانچ حصے ہیں۔

(1) سلکِ روٹ اکنامک بیلٹ جو چین کو بذریعہ وسطی ایشیا یورپ سے منسلک کرے گی۔

(2) سمندری سِلک روٹ جو چین کو یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا سے منسلک کرے گا۔

(3) چین، میانمار، بنگلہ دیش راہداری۔

(4) چین، تھائی لینڈ راہداری۔

(5) اور آخر میں چین پاکستان راہداری جو چین اور پاکستان دونوں کے لئے انتہائی اہم ہے بلکہ مستقبل میں چین اور پاکستان کی مشترکہ شہ رگ بن سکتی ہے۔ یہ راہداری چین کے صوبے سنکیانگ سے بلوچستان میں گوادر کی بندرگاہ تک تعمیر ہوگی۔ ہمارے دشمنوں نے اس عظیم منصوبے کے خلاف سازشیں شروع کر دی ہیں اور ہمارے چند نادان دوست بھی اس منصوبے کا دانستہ طور پر حصہ بن رہے ہیں۔ ہمارا دشمن کبھی بھی پاکستان کو مضبوط اور مستحکم نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس کی کوشش ہے کہ کالا باغ ڈیم کی طرح ان منصوبوں کو بھی متنازعہ بنا دیا جائے اسی مقصد کے لئے اس نے ڈالروں کی بارش شروع کر رکھی ہے۔

ہمیں اپنے دشمن کی سازش کو سمجھنا ہوگا اور مل کر ان منصوبوں کی تکمیل میں اپنا رول ادا کرنا ہوگا۔ یہ پاکستان کی تقدیر بدلنے کا منصوبہ ہے۔

پاک چائنہ اکنامک کوریڈور......خوشحالی کا راستہ

محمد علی نیازی

پاک چائنہ اکنامک کوریڈور صرف پاکستان ہی کے لئے نہیں، بلکہ پوری دنیا کے لئے خوشحالی کا پیش خیمہ ہے۔ عالمی ماہرین اقتصادیات کے اندازے کے مطابق اس منصوبے سے چین، جنوبی ایشیا اور وسط ایشیاء کے تقریباً تین ارب افراد کو فائدہ پہنچے گا، جبکہ پاکستان اور چین کے درمیان اس منصوبے کی بدولت مخصوص تجارتی رہداریوں کی تعمیر سے براعظم ایشیا کی تقریباً نصف آبادی اس منصوبے کے مثبت اثرات سے فیض یاب ہوگی۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو اکنامک کوریڈور کا معاہدہ پاکستان اور چین کے اقتصادی تعاون کی تاریخ کا سب سے زیادہ اہم معاہدہ ہے۔ تیز تر نتائج کے حامل منصوبوں کی تکمیل موجودہ حکومت کی اولین ترجیح ہے اور اس ضمن میں اکنامک کوریڈور سرفہرست ہے۔ لہٰذا پاکستان کی معاشی خوشحالی کی منزل اب زیادہ دور نہیں ہے۔ پاک چائنہ اکنامک کوریڈور ایک ایسا ترقیاتی پروگرام ہے جس کے تحت جنوبی پاکستان میں واقع گوادر کی بندرگاہ کو ہائی ویز، ریلوے اور پائپ لائنوں کے ذریعے چین کے جنوب مغربی علاقے شن جیانگ سے مربوط کیا جا رہا ہے۔ پائپ لائنوں کے ذریعے تیل اور گیس دونوں ملکوں کے درمیان منتقل کئے جایا کریں گے۔ چین اور پاکستان کی اعلیٰ قیادتیں اس منصوبے کی تکمیل میں ذاتی دلچسپی لے رہی ہیں۔ اس لئے اس منصوبہ پر تیزی سے پیش رفت جاری ہے۔ اس منصوبے کی تکمیل کے بعد چین، مشرق وسطیٰ اور افریقی ممالک کے مابین ہونے والی تجارت پاکستان کے راستے سے ہونے لگے گی اور اکنامک کوریڈور ان ممالک کی تجارت کے لئے مرکزی دروازے کی حیثیت اختیار کر لے گا۔ بالخصوص مڈل ایسٹ سے برآمد ہونے والا تیل گوادر کی بندرگاہ پر اترنے لگے گا کیونکہ گوادر کی بندرگاہ خلیج فارس کے دھانے پر واقع ہے۔ جبکہ اس تیل کی ترسیل پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے راستے سے چین کو ممکن ہو سکے گی۔ اس طرح مڈل ایسٹ سے چین کو روانہ کئے جانے والے تیل کی مسافت میں 12000 کلو میٹر کی کمی واقع ہو جائے گی۔ سیاسی حلقوں کو چاہیے کہ وہ حکومت دشمنی کے چکر میں اکنامک کوریڈور کے منصوبے پر بے جا تنقید نہ کریں۔ کیونکہ یہ منصوبہ کسی سیاسی پارٹی کا نہیں ہمارے وطن عزیز پاکستان کی خوشحالی کا منصوبہ ہے اور مستقبل میں ہر پارٹی اور ہر حکومت کو اس کے ہمہ جہتی ثمرات سے قوم کو خوشحال بنانے میں مدد ملے گی۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ اس برس وفاقی حکومت نے اکنامک کوریڈور کے آغاز کے لئے اس سے وابستہ 130 ارب روپے لاگت کی چھ ترقیاتی سکیموں کا اعلان کیا ہے۔ تاکہ پاکستان

جلد از جلد دنیا کی دوسری بڑی معیشت کی مرکزی راہداری بن سکے۔ ریکارڈ پر ہے خلیج کے ممالک کا ساٹھ فیصد تیل چین کو برآمد کیا جاتا ہے جو اس وقت 16000 کلومیٹر کا طویل راستہ طے کر کے چینی بندرگاہوں تک پہنچتا ہے۔ جبکہ اکنامک کوریڈور کی بدولت یہ فاصلہ کم ہوکر صرف 2500 کلومیٹر رہ جائے گا۔ اور یہ راستہ نہ صرف مختصر بلکہ محفوظ اور آسان بھی ہوگا۔ اس طرح پاکستان کو وسائل روزگار کے حصول کے علاوہ عالمی راہداری کے طور پر خطیر زرمبادلہ کمانے کا مستقل موقع بھی میسر آجائے گا۔ عالمی تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ اکنامک کوریڈور منصوبے سے ایشیا میں علاقائی تجارت وسرمایہ کاری کے بند دروازے کھل جائیں گے اور ایک ایسا ''یورو ایشین اکنامک روڈ میپ'' تشکیل پائے گا جس سے سلک روڈ کے اطراف میں واقع تمام ممالک کو معاشی ثمرات حاصل ہونگے اور یوں دنیا کی سب سے بڑی منڈی وجود میں آئے گی جو علاقائی استحکام اور خوشحالی کی بنیاد ثابت ہوگی۔ حال ہی میں چین نے اپنے صوبہ شن جیانگ کی سرحد کو پاکستان سے منسلک کرنے کے لئے ایک بین الاقوامی ریلوے لائن بچھانے کے منصوبے کی ابتدائی تحقیق مکمل کی ہے۔ چینی حکام کے مطابق یہ ریلوے لائن جو کہ پامیر، پلپچو اور قراقرم کے پہاڑوں میں سے گزرے گی اس کا شمار دنیا کی مشکل ترین تعمیرات میں ہوگا۔ پاکستان اپنی سرحدوں کو کاشغر کی مصنوعات کے لئے مختصر ترین رسائی اور عبوری راہداری کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہے۔ اس ضمن میں کراچی اور پورٹ قاسم کی بندرگاہ کے علاوہ چین کے تعاون سے تعمیر ہونے والی گوادر پورٹ ایک اضافی دروازہ ہوگی۔ یہ امر مزید خوش آئند ہے کہ چین، اپنے مغربی علاقے میں ''کاشغر سپیشل اکنامک زون'' تشکیل دے رہا ہے جو چین کو مغربی جانب سے وسطی ایشیا کے ساتھ اور جنوب میں جنوبی ایشیا کے ساتھ بھی جوڑ دے گا۔ چین نے گوادر میں متعدد میگا پراجیکٹس تعمیر کرنے کی منصوبہ بندی کر رکھی ہے جو دونوں ممالک کے لئے بے انتہا فائدہ مند ثابت ہونگے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ چین نے اکنامک کوریڈور کے اطراف میں شنگھائی فری ٹریڈ زون کی طرز پر ایک فری زون تشکیل دینے کا منصوبہ بھی بنا رکھا ہے۔ چین، گوادر کو پاکستان، ایران، وسطی ایشیا کی ریاستوں اور خود چین کے لئے ایک مرکزی بندرگاہ بنانے کا خواہاں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چین نے گوادر کی جلد آبادکاری کے لئے سال 2017ء تک مختلف پراجیکٹس کے لئے 50 ارب ڈالر خرچ کرنے کا منصوبہ بنا رکھا ہے۔ ان پراجیکٹس میں کوئلے، سورج اور ہوا سے بجلی پیدا کرنے کے متعدد منصوبے بھی شامل ہیں۔ پاکستان کو گوادر پورٹ کے عمل میں آنے سے کثیر وسائل روزگار کے علاوہ اربوں ڈالر کی آمدن حاصل ہوگی۔ چین، گوادر میں شنگھائی فری ٹریڈ زون کے ماڈل کو دہرانا چاہ رہا ہے۔ دلچسپ

بات یہ ہے کہ چین نے اپنی اقتصادی اور سماجی اصلاحات کو آزمانے کے لئے ابتدا میں چین کے اندر بھی سب سے پہلے شنگھائی فری ٹریڈ زون کا تجربہ کیا جو کہ چین کی اقتصادی ترقی کیلئے بے حد کامیاب ثابت ہوا۔ شنگھائی فری ٹریڈ زون میں مختلف صنعتی و تجارتی شعبوں کے لئے متعدد رعائتیں اور سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔ بیرونی سرمایہ کاروں کو وہاں تین ماہ کے اندر 15 فیصد سرمایہ لگانے کی شرط سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ نیز انہیں اجازت دی گئی کہ بے شک وہ پہلے دو برسوں کے دوران پورا سرمایہ انویسٹ نہ کریں۔ گوادر کے فری ٹریڈ زون میں بھی بیرونی سرمایہ کاروں کو ایسی ہی رعائتیں فراہم کی جائیں گی، جس سے گوادر بیرونی سرمایہ کاری کا گڑھ بن جائے گا۔ توقع ہے کہ سپیشل اکنامک زون، فری ٹریڈ زون اور ایکسپورٹ پراسیسنگ زون کی تشکیل کے بعد گوادر میں پاکستان کی ہنر مند اور غیر ہنر مند افرادی قوت کے لئے لاتعداد وسائل روزگار پیدا ہوں گے، جس سے یہاں عوام کے طرز زندگی میں نمایاں بہتری آئے گی۔ سرمایہ کاری کے چینی منصوبوں کے مطابق گوادر کی ترقیاتی سرگرمیوں میں 38 فیصد حصہ بلوچستان کا ہے۔ چینی سرمایہ کاروں نے گوادر فری زون کے آس پاس انڈسٹریل پارکس تعمیر کرنے کی غرض سے اراضی کے حصول کی کوششیں شروع کردی ہیں۔ انڈسٹریل پارکس کا قیام، بلوچستا ن میں پائے جانے والے تیل، گیس، تانبے، جیم سٹون، ماربل اور سونے جیسے قدرتی وسائل کی تلاش اور ان کے صنعتی استعمال میں بے حد مدد و معاون ہوگا۔ ایک منصوبے کے تحت اس ضمن میں مقامی لوگوں کو پیشہ وارانہ تربیت اور ارزاں قرضے بھی فراہم کئے جائیں گے تا کہ صوبے میں چھوٹے کاروباروں کا ایک ایسا جال بچھ سکے، جو بڑی صنعتوں کے لئے وینڈر انڈسٹری کا کردار انجام دے سکے۔ پاکستان اور چین نے گوادر میں ایک انٹرنیشنل ائر پورٹ کی تعمیر کا معاہدہ بھی کر رکھا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام آباد سے منسلک قراقرم ہائی وے کے 1300 کلومیٹر پر محیط ایک حصے کو اپ گریڈ کرنے کا بھی معاہدہ ہو چکا ہے۔ نیز چینی سرحد سے لے کر پاکستان کے شہر راولپنڈی تک ایک فائبر آپٹک کیبل بچھانے کے منصوبے پر دستخط ہو چکے ہیں۔ پاکستان کے ترقیاتی منصوبوں میں تعاون کے علاوہ چین، پاکستان کو سماجی مفاد کی نیوکلیئر ٹیکنالوجی کے شعبہ میں بھی بھرپور معاونت فراہم کر رہا ہے۔ گزشتہ برس وزیراعظم نواز شریف نے کراچی میں چینی تعاون سے شروع ہونے والے گیارہ سو (1100) میگا واٹ کے دو نیوکلیئر پاور پراجیکٹس کا افتتاح کیا۔ جبکہ اس سے قبل چین نے چشمہ کے مقام پر چار سول نیوکلیئر پاور پلانٹس کی تنصیب میں بھی مدد کی تھی۔ ان چار پلانٹس میں سے دو زیر تعمیر ہیں۔ حکومت چین نے پاکستان کو فراہم کردہ یہ معاونت امریکی تشویش کے باوجود جاری رکھی۔ چین نے پاکستان کو یقین دہانی کرائی ہے عالمی تناظر میں رونما ہونے والی کسی بھی تبدیلی کے باوجود چین پاکستان کے ساتھ روائتی دوستی کو قائم رکھتے ہوئے اپنے تمام معاہدوں پر پورا اترے گا۔ اسی طرح پاکستان بھی چین کے ساتھ دوستی کو اپنی خارجہ پالیسی کا اہم ستون سمجھتا ہے۔ لیکن بدلتے ہوئے جغرافیائی اور دفاعی ماحول میں دونوں ملکوں کو متعدد علاقائی اور عالمی چیلنجوں کا سامنا ہے۔ لہٰذا وقت کا تقاضہ ہے کہ دونوں ملکوں کی قیادت پاک چین دوستی کی تاریخی روایات کو مزید مستحکم بنانے کیلئے مشترکہ کوششیں جاری رکھیں۔

پاک چین اقتصادی راہداری......لازوال دوستی کی گواہی

سبط علی صدیقی

گذشتہ دنوں چین کے صدر شی جن پنگ نے وطن عزیز کا دو روزہ سرکاری دورہ کیا۔ اس موقع پر دونوں ملکوں کے درمیان مثالی دوستی کے نہایت شاندار اور ولولہ انگیز مناظر مشاہدہ کیئے گئے۔ معزز مہمان کا یہ دورہ اس اعتبار سے بھی نہایت قابل ذکر رہا کہ قبل ازیں یہ دورہ ناگزیر وجوہات کی بناء پر منسوخ کیا گیا تھا۔ اس مرتبہ چین کے صدر طے شدہ پروگرام کے مطابق اسلام آباد پہنچے تو ان کا مثالی انداز میں استقبال کیا گیا۔ اس کا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ جوں ہی چینی صدر کا طیارہ پاکستان کی فضائی حدود میں داخل ہوا تو انہیں پاک فضائیہ کے ان 8 جے ایف تھنڈر طیاروں نے سلامی دیتے ہوئے اپنے حفاظتی حصار میں لے لیا جو پاکستان اور چین کے ماہرین نے مشترکہ طور پر تیار کیے ہیں۔ جونہی چینی مہمان نے اسلام آباد کے بے نظیر انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے نواح میں نور خان ایئر بیس کی سرزمین پر قدم رکھا تو فضاء استقبالیہ دھنوں اور نعروں سے گونج اٹھی۔ ان کو 21 توپوں کی سلامی دی گئی اور پاک فوج کے چاک و چوبند دستے نے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ چینی صدر کے دورے کے دوران اقتصادی راہداری سمیت 51 معاہدوں پر دستخط کیئے گئے اور اتفاق رائے ہوا کہ پاک چین تجارتی حجم 20 ارب ڈالر تک پہنچایا جائے۔ چینی صدر اور وزیر اعظم نواز شریف نے ویڈیو لنک کے ذریعے 8 منصوبوں کا افتتاح کیا اور توانائی کے 5 منصوبوں کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ مبصرین کا خیال ہے کہ چینی صدر کے دورے کا ایک اہم خوشگوار اور حوصلہ افزاء پہلو یہ رہا کہ اس میں دونوں ملکوں کے درمیان مجوزہ اقتصادی راہداری کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے عملی اقدامات کیئے گئے۔

اس بارے اب کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا کہ پاک چین اقتصادی راہداری پر سب کی نظریں مرکوز ہیں۔ یہ ایک ایسا عظیم الشان اور ہمہ جہت تعمیراتی اور ترقیاتی منصوبہ ہے جو نہ صرف پاکستان اور چین کی آزمودہ دوستی کو ایک نیا اعتبار اور وقار عطا کرے گا بلکہ اس کے ثمرات سے دونوں ممالک کے ساتھ ساتھ علاقے کے دیگر ممالک کے عوام بھی استفادہ کر سکیں گے۔ یہ راہداری وطن عزیز کی بندرگاہ گوادر کو چین کے شہر کاشغر سے منسلک اور مربوط کر دے گی اور یوں ان کے درمیان ہائی وے، ریلوے اور گیس و تیل کی ترسیل کے لئے پائپ لائن کے ذریعے مستحکم رابطہ قائم ہو جائے گا۔ گوادر اور کاشغر کے درمیان اس راہداری کا فاصلہ تقریباً 3 ہزار کلومیٹر ہے اور اس کی تعمیر کا تخمینہ 45 بلین ڈالر بتایا گیا ہے۔

توقع ہے کہ یہ منصوبہ 2030ء تک ہر اعتبار سے مکمل ہوجائے گا۔

اس منصوبے کے تصور کی وکالت ابتداء میں چین کے اپنے وقت کے وزیراعظم لی کی کانگ نے کی تھی اور بعدازاں وطن عزیز کے سابق صدر آصف علی زرداری اور موجودہ وزیراعظم نواز شریف کی طرف سے اس منصوبے کی بھرپور حمایت اور تائید کی گئی۔ پایہ تکمیل کو پہنچنے کے بعد یہ راہداری چین اور مشرق وسطیٰ و افریقہ کے درمیان تجارت کے لئے حقیقی معنوں میں اولین اور ترجیحی صدر راستہ ثابت ہوگی۔ اس کے ذریعہ مشرق وسطیٰ سے لائے گئے تیل کو پہلے مرحلہ پر خلیج فارس کے دہانے پر واقع گوادر کی بندرگاہ تک پہنچایا جائے گا اور اس کے بعد اس کو بلوچستان کے راستہ چین تک پہنچایا جائے گا۔ اگرچہ چین کی متعدد بندرگاہوں کے اس وقت بھی مشرق وسطیٰ کے ممالک کے ساتھ تجارتی رابطے ہیں لیکن مجوزہ راہداری کی تعمیر اور تکمیل سے اس طویل راستے میں 12 ہزار کلومیٹر کی کمی واقع ہو جائے گی جس سے بلاشبہ وقت اور اخراجات کی بچت ہوگی۔

اس منصوبے پر جس کو عالمی حلقوں میں چائنا، پاک اکنامک کوریڈور (CPEC) کا نام دیا گیا ہے، اب تک اقتصادی اور معاشی ماہرین نے مجموعی طور پر اطمینان اور مسرت کا اظہار کیا ہے۔ ان ماہرین کے مطابق یہ منصوبہ جغرافیائی اعتبار سے اپنے اردگرد کے خطہ میں معاشی، اقتصادی، سرمایہ کاری اور سماجی ترقی کے نئے اور حوصلہ افزاء امکانات کو اجاگر کرے گا۔ چین کی وزارت خارجہ نے اس راہداری کو ایک ایسا وسیلہ قرار دیا جو جنوبی ایشیاء اور مشرقی ایشیاء کے درمیان تعلق اور رابطہ کو مضبوط بنائے گا۔ وطن عزیز کے وفاقی وزیر برائے منصوبہ بندی احسن اقبال سمیت دیگر عمائدین حکومت نے بھی اس منصوبہ کو مقامی، علاقائی اور بین الاقوامی تناظر میں ایک ایسا منصوبہ قرار دیا ہے جس سے دوطرفہ تعلقات مستحکم ہوں گے اور علاقہ کے عوام کی زندگی اور معیار زندگی میں خوشگوار تبدیلی آئے گی۔ اس راہداری کے ذریعہ صرف آمدورفت اور نقل وحمل کی سہولتیں ہی میسر نہیں آئیں گی بلکہ یہ دونوں ملکوں کے درمیان مواصلات، سماجیات اور اقتصادی شعبوں میں بھی ثمر بار ثابت ہوگی۔ فی الجملہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اقتصادی راہداری پاکستان اور چین کے عوام کو ترقی اور خوشحالی کی نئی منزلوں سے روشناس کرائے گی اور یہ مستقبل کے باب میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ تجزیہ کاروں کا بجا طور پر خیال ہے کہ یہ راہداری چین، ایران اور افغانستان پر مشتمل ''عظیم جنوبی ایشیاء'' کے علاقائی اتحاد میں اہم مرکزی کردار ادا کرے گی جس کا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ اس کے ثمرات اور اثرات بنگلہ دیش اور برما تک مشاہدہ کئے جائیں گے۔

چین کا منصوبہ اور کوشش یہ ہے کہ گوادر کی بندرگاہ پر تیل کو ذخیرہ کرنے کی سہولت اور ایک ریفائنری بلاتاخیر تعمیر کی جائے تاکہ یہاں سے پائپ لائن اور سڑک کے ذریعے تیل کو چین کے علاقے تک پہنچایا جائے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے چین کے لئے یہ راستہ وقت اور خرچ کے اعتبار سے انتہائی ارزاں ہوگا لہٰذا اس راستے کو ترجیحی اور مثالی راستہ قرار دیا جا رہا ہے۔ اقتصادی راہداری کی سہولت میسر آنے کے بعد چین کو آبنائے ملاکا کا موجودہ بحری راستہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ واضح رہے کہ آبنائے ملاکا کے اس بحری راستے میں امریکہ کی طرف سے رکاوٹیں کھڑی کرنے کی سازشیں اب

کوئی راز نہیں رہی اور اسی طرح بھارت کی طرف سے بھی اشتعال انگیز کارروائیوں کا احتمال خارج از امکان نہیں ہوتا۔ قارئین کی معلومات کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ چین اپنی ضروریات کے لئے تیل کا 60 فیصد مشرق وسطیٰ سے درآمد کرتا ہے اور اس درآمد شدہ تیل کا 80 فیصد اسی آبنائے ملاکا کے بحری راستے سے لایا جاتا ہے۔

ماہرین نے راہداری کے اس منصوبہ کو وطن عزیز کی معیشت اور ترقیات کے لئے بھی نیک فال قرار دیا ہے۔ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ اس منصوبے کے ثمرات 2017ء میں ہی سامنے آنا شروع ہو جائیں گے بلکہ چند ماہرین نے تو یہ نشاندہی بھی کر رکھی ہے کہ بعض اقتصادی فوائد کا حصول اس سے بھی پہلے ممکن ہے۔ واضح رہے کہ منصوبہ کا پہلا مرحلہ (جس میں گوادر پورٹ کی ترقی اور وہاں پر ایک بین الاقوامی ہوائی اڈے کی تعمیر شامل ہے) 2017ء سے شروع ہو جائے گا اور اس منصوبہ میں چین کی کمپنیاں شریک ہوں گی۔ دوسری طرف قراقرم ہائی وے کو مزید وسیع کیا جائے گا جو پاکستان اور چین کو آپس میں زمین کے راستے ملاتی ہے۔ دریں اثناء کراچی اور پشاور کے درمیان ریلوے نیٹ ورک کو اپ گریڈ کیا جائے گا۔ یہ منصوبہ بھی تیار کیا جا رہا ہے کہ پاکستان اور چین کے درمیان فائبر آپٹک کا مواصلاتی رابطہ قائم کیا جائے۔ اس میگا پراجیکٹ کے بارے زمینی حقائق یہی ہیں کہ گوادر پورٹ کو مکمل کیا جا چکا ہے، خنجراب ریلوے سے متعلق فزیبلیٹی سٹڈی کا کام جاری ہے، کراچی تا لاہور موٹروے کے منصوبے پر منظوری کے بعد کام شروع ہو گیا، حویلیاں تا خنجراب ریلوے ٹریک کا منصوبہ منظور کیا جا چکا ہے اور ہزارہ موٹروے پر تعمیراتی کام تیزی سے مکمل کیا جا رہا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ 2014ء میں چین کی حکومت نے عندیہ دیا تھا کہ وہ مذکورہ راہداری کی تعمیر کے لئے آئندہ 6 برسوں کے دوران 45.6 بلین ڈالر سے زائد کا سرمایہ خرچ کرے گی۔

پاکستان اور چین کے درمیان اقتصادی تعاون کے حوالے سے تجزیہ کرنے والے ماہرین کا خیال ہے کہ مجموعی طور پر خطے کے 3 ارب باشندے اس منصوبے سے فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پاکستان تاپی گیس پائپ لائن کے منصوبے میں بھی کلیدی کردار ادا کر رہا ہے جس سے ترکمانستان سے پاکستان، بھارت اور افغانستان کو قدرتی گیس فراہم ہو گی۔ پاکستان، افغانستان اور تاجکستان کے درمیان سہ فریقی ٹرانزٹ ٹریڈ کے معاہدے پر بھی بات چیت آخری مراحل میں ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں یہ باور کرنا مشکل نہیں ہے کہ مذکورہ ترقیاتی منصوبوں اور خاص طور پر پاک چین اقتصادی راہداری سے سب سے زیادہ فائدہ بلوچستان کے اس صوبے کو پہنچے گا جو رقبے کے اعتبار سے وطن عزیز کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور جہاں کے عوام اپنی ثقافت اور روایات کے حقیقی معنوں میں امین ہیں۔ اہل وطن کو یقین ہے کہ پاک چین اقتصادی راہداری کا منصوبہ ہر اعتبار سے دونوں ممالک کے درمیان آزمودہ اور مثالی دوستی کی لازوال گواہی بن کر نمایاں ہو گا۔

اقلیتی برادری اور صدر پاکستان

کھیل داس کوہستانی

پاکستان کے لیے اقلیتی برادری کی خدمات سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور اقلیتوں سے تعلق رکھنے والی متعدد شخصیات نے پاکستان کے لیے عظیم کارنامے انجام دیے۔ پاکستان میں اقلیتوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ روزگار، نقل وحرکت اور بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے اقلیتی برادری کے افراد کو ہمیشہ ہر سطح پر بھرپور تعاون حاصل رہا ہے۔ ملک دشمن عناصر کی سازشوں کی وجہ سے کچھ ناخوشگوار واقعات ضرور رونما ہوئے مگر پاکستان میں اقلیتوں کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔ موجودہ حکومت نے بھی اقلیتوں کے لیے اہم اقدامات کیے ہیں اور حکومت اس ضمن میں مسلسل کئی اہم فیصلے کرتی رہی ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار صدر مملکت ممنون حسین نے یوم پاکستان کی تقریبات کے سلسلے میں اقلیتی برادری سے تعلق والی اہم شخصیات کو ایوان صدر میں مدعو کیا تھا۔

اس تقریب کو وزارت برائے بین المذاہب ہم آہنگی نے آرگنائز کیا تھا۔ عام طور پر صدر مملکت ممنون حسین دانشوروں، ادیبوں، صحافیوں، کھلاڑیوں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات سے ملاقاتیں کرتے رہتے ہیں لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ صدر مملکت ممنون حسین نے پورے پاکستان سے تعلق رکھنے والی اقلیتی برادری جس میں ہندو، عیسائی، سکھ اور پارسی شامل تھے، سے خصوصی ملاقات کی۔ اس موقع پر اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والے سینیٹرز، ایم این ایز، ایم پی ایز، اقلیتی خواتین اور دیگر اہم شخصیات بھی موجود تھیں۔ وفاقی وزیرِ بین المذاہب ہم آہنگی سردار یوسف اور متروکہ املاک کے چیئرمین صدیق الفاروق نے بھی اقلیتی رہنماؤں سے ملاقات کی اور مختلف مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔

اس موقع پر صدر مملکت ممنون حسین نے بتایا کہ بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے تعلیمی نصاب پر نظر ثانی کی

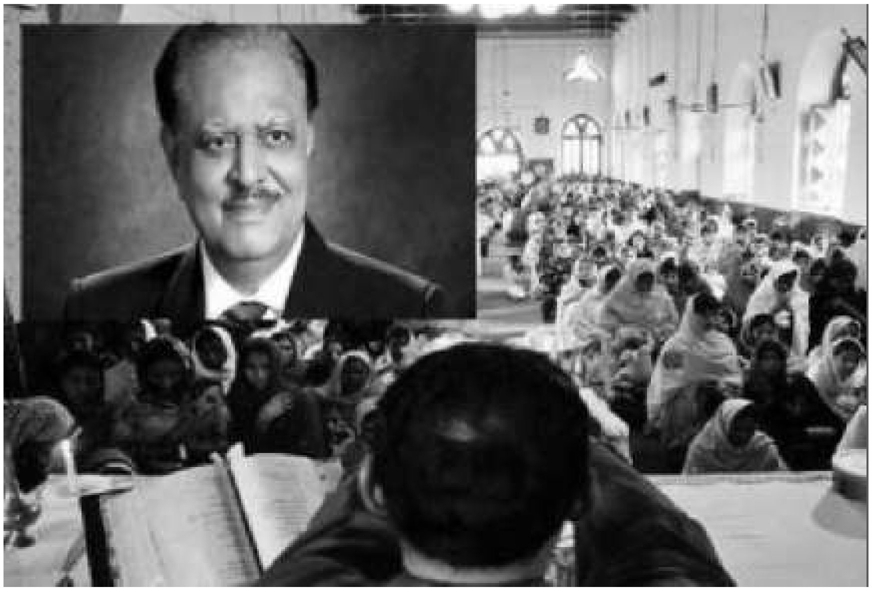

جارہی ہے۔ حکومت مقدس ہستیوں کی توہین کے قانون کا غلط استعمال روکنے کے لیے موثر اقدامات کر رہی ہے جس کا اطلاق مسلم اور غیر مسلم دونوں پر ہوگا۔ صدر مملکت نے اعلان کیا کہ گرونانک کی تقریباتِ ایوان صدر میں منائی جائیں گی اور ہولی، دیوالی، کرسمس، بیساکھی اور نوروز منانا ہماری تہذیب کا حصہ ہے اور حکومت اس حوالے سے بڑی مثبت سوچ رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے ملک میں مذہبی رواداری اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے گزشتہ برس قومی اقلیتی کمیشن کی تشکیل نو کی تھی۔

صدر مملکت ممنون حسین نے بتایا کہ آئین پاکستان اور قانون کسی مذہب، رنگ، ذات پات کی تفریق کے بغیر تمام شہریوں کو یکساں بنیادی حقوق فراہم کرتا ہے اس امر کو اجاگر کرنے کے لیے حکومت نے 11 اگست کو اقلیتوں کا دن قرار دیا ہے۔ اقلیتی برادری بھی اتنی ہی پاکستانی ہے جتنے ہم ہیں۔ اس مقصد کے لیے پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں اقلیتوں کے لیے نشستیں مخصوص کی گئی ہیں اور سرکاری ملازمتوں میں اقلیتوں کے لیے پانچ فیصد کوٹہ رکھا گیا ہے اور یہ اقلیتی برادری ہی ہے جس کی خواہش پر جداگانہ انتخابی نظام ختم کر دیا گیا ہے اور اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے طلبا کی مراعات کو بھی دگنا کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود اقلیتی برادری کو کوئی شکایت ہو تو وہ اسے وزرائے مذہبی امور یا پارلیمنٹ تک پہنچا سکتی ہے۔

بلاشبہ صدر مملکت ممنون حسین نے ہمیشہ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقلیتی برادری نے صدر مملکت کے خطاب کا بھرپور خیر مقدم کیا ہے اور 8 سال بعد ہونے والی پاکستان پریڈ کو بھی سراہا۔ اقلیتی رہنماؤں نے صدر مملکت ممنون حسین کے اقدامات پر مسرت کا اظہار کیا۔ دراصل صدر مملکت ممنون حسین ایک سیاسی رہنما کی حیثیت سے کراچی سے کشمور تک شاندار جمہوری خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ گزشتہ سال انھوں نے کوئٹہ میں کرسمس ڈے منایا اور کرسمس کا کیک بھی کاٹا تھا۔ وہ ہمیشہ اقلیتوں کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ ماضی میں وہ ہندو برادری کے پروگراموں میں بارہا شرکت کرتے رہے ہیں اور ہندو برادری کے مسائل سے بخوبی آگاہ ہیں، انھوں نے سندھ کی ہندو برادری کو درپیش مسائل کا بھی خاص طور پر ذکر کیا۔

وہ اندرون سندھ مختلف شہروں میں اقلیتی رہنماؤں سے رابطے میں بھی رہتے ہیں، یوں تو اقلیتوں کے مسائل کے حوالے سے راقم الحروف کی صدر مملکت سے متعدد ملاقاتیں ہوچکی ہیں لیکن صدر مملکت کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد یہ ان سے تیسری ملاقات تھی۔ اقلیتوں کے ساتھ ان کا رویہ ہمیشہ مشفقانہ رہا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا صدر مملکت ممنون حسین آئینی حدود کے مطابق صدر کی حیثیت سے نہایت فعال کردار ادا کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ پاکستان کے لیے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

وزیر اعظم محمد نواز شریف کا گلگت بلتستان کے لئے ترقیاتی پیکیج کا اعلان

بشیر واثق

وزیر اعظم محمد نواز شریف نے گلگت بلتستان کے عوام سے اپنی محبت کے اظہار کے لئے یہاں کا دورہ کیا اور لالک جان سٹیڈیم گلگت میں عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری سیاست عوام کی خدمت کرنا ہے، ماضی میں گلگت بلتستان کے حوالے سے اجلاس اسلام آباد میں ہوا کرتے تھے مگر اب یہاں ہوں گے، نواز شریف خود چل کر آپ کے پاس آئے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ نواز شریف کا دل گلگت بلتستان کے عوام کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کنٹینر والوں کی سیاست میں غلیظ گفتگو جبکہ ہماری سیاست میں خدمت لکھی ہے۔ میرے مخالفین گالیاں دینے، جھوٹ بولنے اور جھوٹے دعوے کرنے کے ماہر ہیں جبکہ اس کے برعکس ہماری سیاست شائستہ زبان، شائستگی، دیانتداری اور عوام کی لگن کے ساتھ خدمت کرنے پر ہے۔ میرے مخالفین گالیاں دیتے ہیں لیکن ہم انہیں ایسا جواب نہیں دیتے بلکہ خاموش رہتے ہیں ۔ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے گلگت بلتستان کی آئینی حیثیت کے معاملہ کے جائزہ کے لئے ایک کمیٹی قائم کرنے کا بھی اعلان کیا جس کے سربراہ

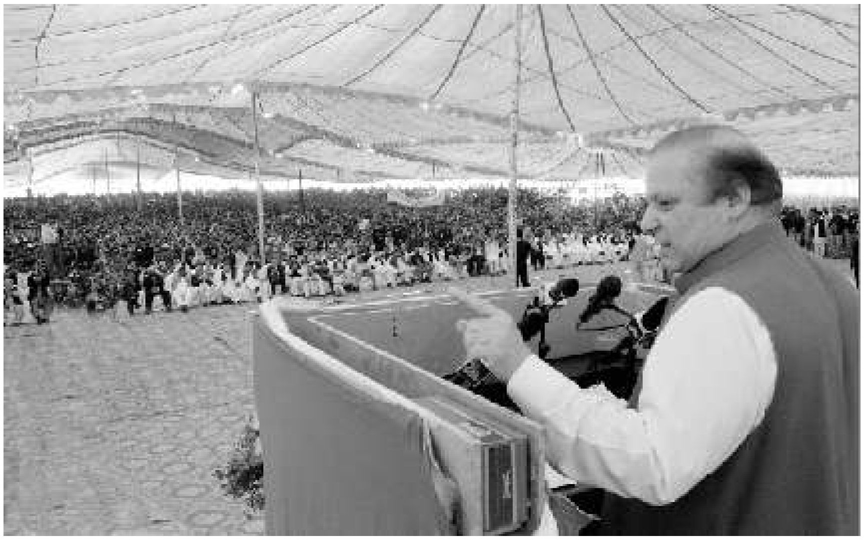

گلگت بلتستان کا شمار پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں ہوتا ہے۔ جنت نظیر وادیوں کی یہ سرزمین اپنی خوبصورتی کی وجہ سے پوری دنیا میں شہرت رکھتی ہے ۔ گلگت بلتستان کا کل رقبہ 119985 مربع کلومیٹر ہے، اس کی آبادی چودہ لاکھ چھیانوے ہزار سات سو ستانوے نفوس پر مشتمل ہے ۔ دو ڈویژنوں پر مشتمل اس مجوزہ صوبے کا مرکزی مقام گلگت ہے۔ جبکہ ان ڈویژنز کو سکردو، گانچھے، گلگت، غذر، دیامیر، استور اور ہنزہ نگر میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اردو کے علاوہ یہاں پر بلتی اور شینا زبانیں بولی جاتی ہیں۔

دنیا کے بلند ترین اور دشوار گزار پہاڑی سلسلے کوہ قراقرم، کوہ ہمالیہ اور کوہ ہندوکش یہاں آ کر ملتے ہیں۔ یہاں پر سات ہزار میٹر سے زائد بلند 50 چوٹیاں واقع ہیں، دنیا کی دوسری بڑی بلند چوٹی کے ٹو بھی اسی خطے میں ہے، اسی طرح تین بڑے گلیشیر بھی یہیں واقع ہیں۔ اپنی خوبصورتی اور بلند و بالا چوٹیوں کی وجہ سے دنیا بھر سے سیاح اور کوہ پیما یہاں آتے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان کو سیاحت کے شعبہ میں کافی آمدن ہوتی ہے ۔ ان تمام خصوصیات کا حامل یہ خطہ پاکستان کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر ہی وزیر اعظم محمد نواز شریف نے اس خطے کی طرف خاص توجہ دی اور اقتدار میں آتے ہی یہاں کے مسائل حل کرنے کے لئے خصوصی احکامات جاری کئے۔

مشیر برائے امور خارجہ سرتاج عزیز ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ گلگت بلتستان کے نوجوانوں کے لئے بہت فکر مند ہوں کہ ان کا مستقبل بہتر اور انھیں روزگار ملے، خوشحالی، مستقبل اور تقدیر سب خدا کے ہاتھوں میں ہے لیکن خدا اپنے بندوں کو ذمہ داری سونپتا ہے اس لئے ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم قوم کے معماروں کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ خطے کے لئے ترقیاتی پیکیج کا اعلان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خنجراب سے اسلام آباد تک ریلوے سروس شروع کی جائے گی۔ قراقرم یونیورسٹی کے بعد اب بلتستان یونیورسٹی بنائی جائے گی۔ ہنزہ میں عطا آباد جھیل میں 27 ارب روپے لاگت کی ٹنل بنائی جا رہی ہے۔ انہوں نے ہنزہ نگر کو ضلع کا درجہ دینے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ شگر اور گھرمنگ کو بھی ضلع کا درجہ دیں گے۔ شمالی علاقوں میں سڑکوں کا جال بچھا دیں گے اور ایسا وقت بھی آئے گا کہ سکردو کو ریلوے کے ساتھ منسلک کریں گے۔ یوتھ ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت ہنرمند نوجوانوں کو 20،20 لاکھ کے قرضے دیئے جائیں گے۔ گلگت میں پانی کی کمی اور بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم کر دی جائے گی۔ دیامر بھاشا ڈیم سے 4 ہزار 500 میگاواٹ، بونجی ڈیم 7 ہزار میگاواٹ، داسو ڈیم 10 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرے گا۔ وزیراعظم نواز شریف کی زیر صدارت گلگت بلتستان کونسل کا اجلاس ہوا، جس میں گورنر گلگت بلتستان برجیس طاہر نے ترقیاتی منصوبوں سے متعلق بریفنگ میں بتایا کہ شاہراہ قراقرم کی سکیورٹی کیلئے خصوصی فورس جبکہ جنگلات کے تحفظ کیلئے 30 سالہ پالیسی تشکیل دی جا رہی ہے۔ انہوں نے 45 ارب روپے کے ترقیاتی منصوبوں پر حکومت کا شکریہ ادا کیا۔ وزیراعظم نے کہا کہ بدعنوانی برداشت نہیں کی جائے گی۔ حکومت گلگت بلتستان کو ملک کے دیگر حصوں کے برابر لانا چاہتی ہے۔ اجلاس میں گلگت بلتستان تحفظ پاکستان بل 2015 اور آئندہ بجٹ کی منظوری دی گئی۔ گلگت بلتستان میں نقص امن کی مذموم کوششیں کی جاتی رہی ہیں موجودہ حکومت کی اس پر بھی بھرپور نظر ہے، اسی سلسلے میں وزیراعظم محمد نواز شریف نے گلگت مساجد بورڈ کے وفد سے ملاقات میں کہا کہ بورڈ کے اراکین اپنی کوششوں کو مزید فعال بناتے ہوئے گلگت کو امن کا گہوارہ بنائیں۔ یہی وہ راستہ اور بہترین حکمت عملی ہے جس سے سکیورٹی اقدامات کے ساتھ ساتھ خطے میں امن وامان کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

وزیراعظم محمد نواز شریف کی طرف سے گلگت بلتستان کے لئے اربوں روپے کا ترقیاتی پیکیج گویا خطے کی تقدیر بدل کر رکھ دے گا، خاص طور پر ریلوے کی ترقی اور شاہراہوں کا جال بچھائے جانے سے یہاں پر آمدورفت بڑھے گی اور مختلف مقامات تک رسائی جتنی زیادہ ہو گی ترقی کے اتنے زیادہ راستے کھلیں گے، مسلم لیگ ن کی حکومت کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ اپنے ہر دور اقتدار میں ذرائع آمدورفت کی طرف توجہ دیتی ہے تاکہ معاشی سرگرمیوں میں تیزی لائی جا سکے جس سے ملکی معیشت کے استحکام میں مدد ملتی ہے، موٹروے سمیت دیگر بڑی شاہراہیں اس کی بڑی مثالیں ہیں۔ اسی طرح تعلیم عام کرنے کے لئے بلتستان یونیورسٹی کا قیام انتہائی اہم قدم ہے اس سے یہاں کے طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے دوسرے علاقوں کا رخ نہیں کرنا پڑے گا، خاص طور پر ایسے طلبہ جو آگے پڑھنے کا جذبہ رکھنے کے باوجود مالی مسائل کی وجہ سے دوسرے شہروں کا رخ نہیں کر سکتے ان کے لئے یہ بہت بڑی سہولت ہے۔ خطے میں روزگار کے زیادہ مواقع نہ ہونے کی وجہ سے نوجوانوں کی اکثریت بے کاری کا شکار تھی، وزیراعظم کی طرف سے نوجوانوں کے لئے یوتھ ایمپلائمنٹ پروگرام کے تحت بیس، بیس لاکھ روپے کا قرضہ دیئے جانے کی وجہ سے یقینی طور پر روزگار کے کافی مواقع میسر آئیں گے۔ موجودہ حکومت کی طرف سے خطے کے لئے ترقیاتی پیکیج ایک انقلابی قدم ہے، اس سے یقیناً تعمیر و ترقی کے نئے باب کھلیں گے۔

ترقیاتی منصوبے اور دہشت گردی

مشرف حسین

وزیراعظم محمد نواز شریف نے گذشتہ دنوں سیالکوٹ میں ایوان صنعت وتجارت میں تقریب اور وفاقی وزیر برائے پانی وبجلی خواجہ محمد آصف کی رہائش گاہ پر ورکرز کنونشن سے خطاب کے دوران کراچی آپریشن، دہشت گردی، اقلیتوں کی عبادت گاہوں پر حملوں کے حوالے سے گفتگو کی، انھوں نے ایک بار پھر عزم دہرایا کہ کراچی آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچائیں گے۔لوڈشیڈنگ کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ قوم نے ن لیگ کو دہشت گردی، لوڈشیڈنگ کے خاتمے اور معاشی ترقی کا مینڈیٹ دیا ہے۔ملکی مسائل حل ہونا شروع ہوگئے ہیں، ہم عوام کو ہرگز مایوس نہیں کریں گے ، ان کے اعتماد پر پورا اترنے کی کوشش کریں گے، ملک سے بندوق کلچر کا خاتمہ کردیں گے۔

دہشت گردی کے خلاف جاری آپریشن ضرب عضب کامیابی سے ہمکنار ہے، آپریشن نے دہشتگردوں کی کمر توڑ کے رکھ دی ہے، میں اپنے فوجی بھائیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، کچھ تنظیمیں مذہبی فسادات پھیلانا چاہتی ہیں، ان کا خاتمہ کرنا ہوگا۔اقلیتوں کی عبادت گاہوں پر حملہ کرنے والے فتنہ پرداز گروہوں کی پاکستان میں کوئی جگہ نہیں۔ دہشت گردی کے اکا دکا واقعات بھی جلد ختم ہوجائیں گے۔ موجودہ دور میں ہی دہشت گردی، شدت پسندی اور توانائی کے بحران حل ہوں گے، 2018ء میں پاکستان کی تصویر مختلف ہوگی۔

یہ ساری باتیں پہلی بار نہیں کی گئیں بلکہ بار بار کی جارہی ہیں، بلاشبہ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ دہشت گردی ملکی سلامتی کے لیے بہت بڑا چیلنج بن چکی ہے۔ وزیراعظم محمد نواز شریف اور عسکری قیادت بارہا اس عزم کا اعادہ کرچکے ہیں کہ وہ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے اپنی جنگ جاری رکھیں گے اور یہ جنگ آخری دہشت گرد کے خاتمے تک جاری رہے گی۔سیالکوٹ میں انھوں نے لوڈشیڈنگ کے حوالے سے بھی حوصلہ افزا باتیں کیں اور ایک انتہائی اہم اعلان سیالکوٹ لاہور ایکسپریس

وے بنانے کا کیا اس کے ساتھ ساتھ سیالکوٹ میں انجینئر نگ اور ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے قیام کا اعلان بھی کیا۔

وزیراعظم نے یقین دہانی کرائی کہ 2017ء میں بجلی لوڈشیڈنگ سے نجات مل جائے گی، پاکستان جلد دوست ملک چین سے 4 ہزار میگاواٹ بجلی درآمد کر رہا ہے، ایل این جی سے 36 سو میگاواٹ بجلی بنانے کا کام شروع ہو چکا ہے، 28 روپے فی یونٹ ملنے والی بجلی 16 روپے تک آ گئی ہے۔ حکومت بجلی کے بحران کے خاتمے کے لیے دعوے تو کر رہی ہے مگر قوم کو یقین اسی وقت آئے گا جب وہ اپنے ان دعوؤں کو عملی شکل دینے میں کامیاب ہو جائے گی۔

بہر حال موجودہ حکومت بجلی کے بحران کے خاتمے کے لیے کوششیں کرتی نظر آ رہی ہے، اگر یہ کوششیں بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ آنے والے ایک دو برسوں میں بجلی کی لوڈشیڈنگ خاصی حد تک کم ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ موجودہ حکومت نے ملک بھر میں روڈ نیٹ ورک تعمیر کرنے کے اعلانات کیے ہیں۔ وزیراعظم کراچی سے لاہور موٹروے کی تعمیر کا اعلان کر چکے ہیں۔ اس منصوبے کا افتتاح ہو چکا ہے۔ ابتدائی مرحلے میں کراچی سے حیدر آباد تک موٹروے تعمیر ہو گی۔ اب وزیراعظم نے سیالکوٹ، لاہور ایکسپریس وے بنانے، سیالکوٹ میں انجینئر نگ اور ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے قیام کا اعلان کیا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بہترین سڑکیں ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور خوش آئند امر یہ ہے کہ حکومت اس جانب خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ سیالکوٹ لاہور ایکسپریس وے بننے سے اس علاقے میں ترقی کو مہمیز ملے گی۔ ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے سازگار ماحول فراہم کرنے، معاشی ترقی اور برآمدات کے فروغ کے لیے توانائی کے بحران کا خاتمہ اور امن وامان کا یقینی ہونا بنیادی شرط ہے۔ جب تک ان چیلنجز پر قابو نہیں پایا جاتا ترقی کا سفر سست رفتار رہے گا۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے فوج نے آپریشن

ضرب عضب شروع کیا اور بڑی قربانیاں دینے کے بعد آج وہ دن آچکا ہے کہ شمالی وزیرستان کا یہ علاقہ دہشت گردوں سے پاک ہو چکا ہے اور آئی ڈی پیز کی واپسی کا مرحلہ عنقریب شروع ہونے والا ہے۔

دہشت گرد اندرون ملک مختلف علاقوں میں چھپے ہوئے ہیں، حکومت ان بے چہرہ دشمنوں کے خلاف کارروائیاں کر رہی ہے، دہشت گردی کے خلاف یہ جنگ طویل اور صبر آزما ہے اس کے خاتمے میں وقت تو ضرور لگے گا مگر جب عزم پختہ اور یقین غیر متزلزل ہو تو کامیابی یقینی ہے۔ دہشت گرد غیر مسلموں کو بھی نشانہ بنا رہے ہیں جس کا مقصد ملک میں تقسیم پیدا کر کے افراتفری اور فساد پھیلانا ہے۔ وزیراعظم محمد نواز شریف نے بھی اسی جانب اشارہ کیا کہ کچھ مذہبی تنظیمیں فسادات پھیلانا چاہتی ہیں ان کا خاتمہ کرنا ہوگا۔

جو تنظیمیں ملک میں اپنے مذموم مقاصد کے لیے دہشت گردی کو فروغ دے رہی ہیں حکومت کو بلا امتیاز اور بلاتفریق ان کے خلاف کارروائی کرنا چاہیے کیونکہ جب تک دہشت گردی کا عفریت موجود ہے ملک میں امن وامان کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ان اسباب پر توجہ دینی ہوگی جو اس کا باعث بن رہے ہیں۔

آج صورت حال یہ ہے کہ کوئی طبقہ بھی دہشت گردی سے محفوظ نہیں اس لیے ناگزیر ہے کہ تمام مذہبی اور سیاسی جماعتیں ملکی بقا اور سلامتی کے لیے باہمی اختلافات بالائے طاق رکھتے ہوئے متحد ہو کر دہشت گردی کی اس جنگ میں حکومت کا ساتھ دیں۔ اگر پاکستان دہشت گردی، بدامنی اور کرپشن سے پاک ہو جاتا ہے تو موٹرویز اور ایکسپریس وے زیادہ فائدے مند ثابت ہوں گی اور ان کی تعمیر بھی جلد ہو سکے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک میں زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیاں بنانے کی ضرورت ہے، اس کا دائرہ کار جنوبی پنجاب، اندرون سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخوا اور فاٹا تک پھیلایا جانا چاہیے۔

نئی ٹیکسٹائل پالیسی، صنعتی انقلاب میں سنگ میل

عینی حامد

ٹیکسٹائل کا شعبہ ملکی معیشت میں مرکزی کردار ادا کر رہا ہے گویا یہ ملکی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ٹیکسٹائل کی صنعت کا تعلق بنیادی طور پر دھاگے اور کپڑے کی پیداوار سے ہے۔ اس کے علاوہ ڈیزائن، ملبوسات کی تیاری اور اس کی مارکیٹنگ اس کے ذیلی شعبے ہیں۔ پاکستان میں 1947ء ہی سے کپاس کی پیداوار میں اضافہ اور ٹیکسٹائل کی صنعت میں توسیع متاثر کن رہی ہے۔ قیام پاکستان کے وقت کپڑے کے صرف تین کارخانے تھے جو اب بڑھ کر چھ سو تک پہنچ چکے ہیں۔ اسی طرح تکلوں کی تعداد ایک لاکھ ستتر ہزار تھی جو 800 ملین تک پہنچ چکے ہیں۔ اسی تناسب سے لومز (کھڈیوں) اور فنشنگ یونٹوں کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے۔ پاکستان میں ٹیکسٹائل کی صنعت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی ایک تو ٹیکسٹائل کا بڑا شعبہ ہے جو بہت منظم ہے دوسرا چھوٹے پیمانے پر بھی کچھ لوگ اس شعبہ سے وابستہ ہیں۔ پاکستان ایشیا میں ٹیکسٹائل کی مصنوعات برآمد کرنے والا آٹھواں بڑا ملک ہے۔ اس شعبہ کا مجموعی قومی پیداوار میں حصہ 9.5 فیصد تک ہے۔ اور 15 ملین افراد کو روزگار فراہم کرتا ہے۔

دنیا بھر سے ٹیکسٹائل کی مجموعی تجارت جو تقریباً 18 ٹریلین امریکی ڈالر سالانہ ہے، اس میں پاکستان کا حصہ ایک فی صد سے بھی کم بنتا ہے۔ پاکستان جو دنیا کے کپاس پیدا کرنے والے بڑے ملکوں میں سے ایک ہے اسے ٹیکسٹائل کی

صنعت کو ترقی کے لیے اپنے کپاس کے وافر وسائل سے بھرپور استفادہ کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز تر کیا جاسکے جو پاکستان کی ہمیشہ سے اولین ترجیح رہی ہے۔

اس وقت پاکستان میں روئی بیلنے کے 1221 یونٹ ہیں۔442 روئی کاتنے (سپننگ) کے یونٹ ہیں۔ان میں سے 124 بڑے سپننگ یونٹ اور 425 چھوٹے یونٹ ہیں جو ٹیکسٹائل کی مصنوعات تیار کرتے ہیں۔ پاکستان میں آل ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن (APTMA) کا کردار کپڑے کے کارخانوں کے مالکان میں اتفاق رائے کی حوصلہ افزائی کرنا، پاکستان کے ٹریڈ، کامرس اور مینوفیکچرز کو فروغ اور تحفظ دینا، تجارت، کامرس اور مینوفیکچرز سے متعلق اعدادوشمار و معلومات اکٹھی کرنا اور اسے ممبران تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ ایسے تمام اقدامات کرنا ہے جو ان کے کاروبار کے فروغ کے لیے ضروری ہوں۔علاوہ ازیں مقامی، صوبائی اور مرکزی اتھارٹیز میں نمائندگی دلوانا، اور حکومت کی سطح پر ایسے انتظامی و دوسرے اقدامات کا تدارک کرنا ہے جن سے ان ٹریڈ، کامرس یا مینوفیکچرز یا اس کے ممبران کے مفادات کو نقصان پہنچے کا احتمال ہو۔موجودہ حکومت قومی معیشت کو ترقی دینے کے لیے زبردست اقدامات کر رہی ہے، خاص طور پر ٹیکسٹائل کی صنعت کی وزارت اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔موجودہ حکومت کی طرف سے 2014ءتا2019ء کے لیے جو ٹیکسٹائل پالیسی دی گئی ہے اس میں ٹیکسٹائل کی پیداوار بڑھانے کی بھرپور حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

نئی ٹیکسٹائل پالیسی میں شعبہ ٹیکسٹائل کے لیے 65ارب روپے مختص کیے گئے ہیں جبکہ شعبے سے وابستہ صنعتکاروں کو نرم شرائط پر قرضوں کی فراہمی کے لیے 40ارب مختص کر دیئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ کاٹن اور یارن کی بجائے ویلیوایڈیڈ سیکٹر کی برآمدات کے اضافے پر توجہ دینے پر زور دیا گیا ہے۔ پالیسی کے تحت برآمدی ہدف 26 ملین ڈالر مقرر کیا گیا ہے۔ ٹیکسٹائل یونیورسٹی کا قیام،نوجوانوں کو ہنر مند بنانے کے منصوبے اور ٹیکسٹائل نمائشوں کا انعقاد کیا جائیگا۔موجودہ حکومت نے ٹیکسٹائل

کے شعبے پرخصوصی توجہ دی ہے کیونکہ اس وقت ٹیکسٹائل کے شعبے کی برآمدات پاکستان میں سب سے زیادہ ہیں۔ اس لیے اس شعبے کو درپیش مسائل اور مشکلات کم کرنے کے لیے اقدامات شروع کیے گئے ہیں۔ ٹیکسٹائل کے شعبے کو گزشتہ سال کی نسبت اس سال زیادہ گیس اور بجلی فراہم کی گئی تھی جس کی وجہ سے ملکی برآمدات میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور صنعتکاروں کی بداعتمادی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ خامیوں پر قابو پایا گیا ہے۔ تاجروں اور ایف بی آر کے مابین ٹیکس ریفنڈ کے معاملات کو ختم کرنے کے لیے بھی خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں۔

ٹیکسٹائل انڈسٹری سے ایک کروڑ افراد کا روزگار وابستہ ہے اور ٹیکسٹائل کا شعبہ پاکستان میں روزگار فراہم کرنے کا سب سے سستا ذریعہ ہے۔ نئی پالیسی میں برانڈ ڈویلپمنٹ، سکل ڈویلپمنٹ اور ٹیکسٹائل کی نمائش پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ایک ہزار یونٹس کا آڈٹ بھی کرایا جائے گا جبکہ پالیسی کے تحت ایک لاکھ 20 ہزار افراد کو ٹریننگ فراہم کی جائے گی اور دوران ٹریننگ انہیں اعزازیہ اور ٹریننگ کے بعد روزگار بھی ملے گا۔نئی پالیسی کے تحت پاکستان میں ورلڈ ٹیکسٹائل سینٹر قائم کیا جائے گا جہاں مختلف ممالک کے برآمد کنندگان کو دفاتر فراہم کئے جائیں گے اور پاکستانی تاجران کے ساتھ اپنی برآمدات کے سلسلے میں سودے کرسکیں گے۔ پاکستان میں ٹیکسٹائل کے شعبے کو مزید وسعت دینے کے لیے کراچی اور فیصل آباد میں ٹیکسٹائل یونیورسٹیوں کے قیام کے ساتھ ساتھ نجی شعبے کے ساتھ مل کر خصوصی ٹریننگ فراہم کریں گے جبکہ برآمدات کے شعبے میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے اداروں کو خصوصی ایوارڈ دیا جائے گا۔ ملک میں چھوٹے تاجروں کو بھی ٹریننگ دی جائے گی تاکہ وہ اپنے کاروبار کو مزید وسعت دے سکیں اور بڑے کاروبار کی سمت اپنا سفر جاری رکھ سکیں۔ گزشتہ ٹیکسٹائل پالیسی کے تلخ نتائج کو دیکھتے ہوئے حکومت نے اس بار جو ٹیکسٹائل کے لیے 65 ارب روپے کا بجٹ مختص کیا ہے وہ 5 سالوں کے لیے ہوگا اور ضرورت پڑنے پر اس میں اضافہ بھی کیا

جاسکتا ہے۔ بجٹ میں 40 ارب روپے بطور قرضہ نئی مشینری منگوانے اور نئے یونٹس لگانے کے لیے ان صنعتکاروں کو فراہم کیا جائے گا جن کی برآمدات میں سالانہ 10 فی صد اضافہ ہوا ہو۔ علاوہ ازیں ٹیکسٹائل کے شعبے سے وابستہ صنعتکاروں کو مارکیٹ ریٹ سے دو فیصد کم نرخ پر قرضے فراہم کئے جائیں گے اور تمام قرضے ایف بی آر اور اسٹیٹ بینک کی منظوری سے دیئے جائیں گے۔

آئندہ پانچ سالوں میں ٹیکسٹائل کے شعبے کے لیے منگوائی جانے والی مشینری پر ڈیوٹی معاف ہوگی۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ٹیکسٹائل پالیسی کو صنعتکاروں کی مرضی کے مطابق بنایا گیا ہے۔ جس سے امید کی جاسکتی ہے کہ اس شعبے سے وابستہ کروڑوں افراد کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکے گا۔ پالیسی اقدامات کے تحت ملبوسات کی برآمد پر عائد چار فیصد، میڈ اپس (UPsMade) پر دو فی صد اور پراسیسڈ فیبرک پر ایک فی صد عائد مقامی ٹیکس اور محصولات واپس لے لیے گئے ہیں۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان کی ایکسپورٹ ری فنانس سکیم کے لیے مارک اپ ریٹس کم کیے جا رہے ہیں۔ حکومتی پالیسیوں مثلاً ٹیکنالوجی میں جدت کے لیے طویل المیعاد مالی سہولت اور ٹیکنالوجی اپ گریڈنگ فنڈز سکیم (TUFS) سے سرمایہ کاری ترجیح دی جائے گی تاکہ جی ایس پی پلس سٹیٹس سے بھرپور استفادہ کیا جاسکے۔ علاوہ ازیں اگلے دو سال کے لیے ڈیوٹی فری مشین کی درآمد کی اجازت بھی دے دی گئی ہے۔ اگر ٹیکسٹائل پالیسی پر مکمل عمل درآمد کیا جائے تو پاکستان کو 13 بلین سے 26 بلین ڈالر تک اپنی دوگنی ٹیکسٹائل برآمدات بڑھانے میں بڑی مدد مل سکے گی اور اس کو فی ملین گانٹھوں پر ملنے والے اضافی محاصل ایک بلین سے بڑھ کر دو بلین تک پہنچ جائیں گے یعنی دگنے ہوجائیں گے اور مشینری و ٹیکنالوجی میں پانچ بلین ڈالر اضافی سرمایہ کاری کی سہولت ملے گی۔ پالیسی کے تحت ٹیکسٹائل سیکٹر ملکی و بین الاقوامی سطح پر بالخصوص لیبر اور ماحول کے لحاظ سے بین الاقوامی قواعد کی بہتر تعمیل کر سکے گا۔

''خودروزگار سکیم'' کے تحت ملک وقوم کی خدمت اور ترقی کا سفر

مدیحہ ساجد

۲۰۱۳ء میں برسراقتدار آنے کے بعد محمد نواز شریف کی سربراہی میں بننے والی نئی حکومت کو کئی چیلنجز کا سامنا تھا۔ ملکی معیشت زبوں حالی کا شکار تھی۔ بڑھی ہوئی لوڈشیڈنگ اور حکومتی اداروں کی بدنظمی نے ملک میں معاشی مسائل کے ساتھ ساتھ کئی معاشرتی مسائل بھی پیدا کر دیئے تھے۔ ان حالات میں ملکی معیشت کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا ایک مشکل مرحلہ تھا لیکن حکومت نے نہ صرف اس چیلنج کا بہادری اور بہتر منصوبہ بندی کے ساتھ مقابلہ کیا بلکہ ملک میں پیدا ہونے والے بہت بڑے مسئلے یعنی بے روزگاری کی جانب بھی توجہ دی۔ اس وقت پاکستان ان خوش قسمت ممالک میں سے ایک ہے جہاں کی آبادی کا ۶۳ فیصد یوتھ پر مبنی ہے۔ بے روزگاری کے عفریت نے معاشرے میں ہر طرف اپنے پنجے گاڑے ہوئے تھے اور ملک کا نوجوان طبقہ جن میں خاصی بڑی تعداد پڑھے لکھے نوجوانوں پر منحصر تھی، بے راہ روی کا شکار تھے۔ ملک میں چوری ڈکیتی کی وارداتوں کے ساتھ ساتھ نفسیاتی مسائل میں بھی دن بدن اضافہ ہو رہا تھا۔ اس نازک صورت حال کا ادراک کرتے ہوئے وزیراعظم نے یوتھ لون سکیم کے نام سے پروگرام متعارف کروایا اور پڑھے لکھے نوجوانوں کو معمول کے کاغذات کی جانچ پڑتال کے بعد نیشنل بنک آف پاکستان کے توسط سے قرضے دیئے گئے تا کہ وہ اپنا کاروبار شروع کر سکیں۔ پنجاب میں وزیراعلیٰ محمد شہباز شریف نے سبقت لے جاتے ہوئے نوجوانوں کو معاشی خودمختاری دینے کے لئے خود روزگار سکیم کے تحت ۲۰ ہزار مال اور مسافر بردار گاڑیاں آسان اقساط پر فراہم کیں۔ اس سکیم میں مارک اپ سمیت دیگر تمام اخراجات حکومت پنجاب نے خود برداشت کیے۔ ۳ برس قبل شروع ہونے والے اس پروگرام کے لئے حکومت پنجاب نے ۱۰ ارب روپے مختص کئے تھے۔ اس منصوبے نے نہ صرف صوبے میں نوجوانوں کو روزگار کے نئے مواقع فراہم کئے بلکہ نوجوان نسل میں پھیلی ہوئی مایوسی اور بے چینی میں بھی کسی حد تک کمی ہوئی۔ اس منصوبے کا ریکوری ریٹ ۹۹.۹ فیصد رہا۔ منصوبے کی کامیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مرتبہ پھر حکومت پنجاب نے ''اپنی گاڑی اپنا کام'' خود روزگاری منصوبے کے تحت ۵۰ ہزار گاڑیاں بے روزگار نوجوانوں میں تقسیم کرنے کا پروگرام واضع کیا۔ اس مقصد کے لئے گاڑیاں بنانے والے ادارے پاک سوزوکی موٹرز سے ۲ ارب روپے کی خصوصی رعایت حاصل کی گئی۔ یہ گاڑیاں مارکیٹ ریٹ سے ۴۰ ہزار روپے فی گاڑی کم قیمت پر دی جائیں گی۔ جبکہ تمام تر

مارک اَپ حکومت پنجاب، دی بینک آف پنجاب کے تعاون سے خود ادا کرے گی۔ جنوبی پنجاب کے اضلاع کے نوجوانوں میں احساس محرومی ختم کرنے کے لئے ۱۰ فیصد اضافی کوٹہ مختص کیا گیا۔ تقسیم کے عمل کو شفاف رکھنے اور میرٹ کو یقینی بنانے کے لئے تمام ممکن اقدامات بروئے کار لائے گئے۔ قرعہ اندازی کے بعد تمام کامیاب

کروائی جبکہ ڈالر کے مقابلے میں جاپانی ین کے سستا ہونے سے جو فائدہ ہوا وہ بھی قرض دہندگان میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہ رقم تقریباً ۴۰ کروڑ روپے بنتی ہے۔ اس طرح ایک خریدار کو تقریباً ۹۰ ہزار روپے تک کا فائدہ ہوا۔ یعنی ایک طرف تو گاڑی مارکیٹ قیمت کے حساب سے ۹۰ ہزار روپے سستی پڑے گی اور دوسری جانب آسان

کے لئے ہر شعبہ کے تھنک ٹینک کی ٹیم ڈاکٹر احسن اقبال کی سربراہی میں کام کر رہی ہے۔ ایسے منصوبے ترتیب دیئے جا رہے ہیں کہ جو تیز رفتاری کے ساتھ نتائج دے سکیں۔ بلاشبہ اس وقت ملک بے شمار چیلنجز کا شکار ہے۔ دہشت گردی سمیت کئی مسائل معاشی ترقی کے سامنے دیوار بنے کھڑے ہیں لیکن جب قوم اوراس کے

امیدواروں کی فہرست ویب سائٹ پر جاری کی گئی۔ کامیاب امیدواروں کی طرف سے مہیا کردہ تمام معلومات کی خصوصی ٹیموں کے ذریعے جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ بعدازاں نوجوانوں کو گاڑیاں فراہم کی جاتی ہیں۔ ’’اپنا روزگار سکیم‘‘ کے اس منصوبے کے تحت ۳۱ ارب روپے کی خطیر رقم سے ۵۰ ہزار نوجوانوں کو باعزت روزگار دیا جا رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ۳ لاکھ سے زائد افراد اس سکیم سے براہ راست مستفید ہونگے۔ حکومت نے پاک سوزوکی موٹرز کامیاب مذاکرات کے بعد ۲ ارب روپے سے زائد کی کمی

اقساط کے ذریعے قرض کی واپسی میں بھی کمی کرا دا کی جائے گی۔ اسی طرح زراعت سے منسلک نوجوانوں کو ٹریکٹر خریداری کے لئے ۲ لاکھ روپے کی رقم قرض دی گئی۔ اس رقم کی واپسی آسان اقساط میں ہوگی۔ ایجوکیشن پروگرام کے تحت ۶۵ ہزار سے زائد غریب طلباء و طالبات کو وظائف دیئے جا رہے ہیں۔ صرف صوبہ پنجاب میں اب تک ۲ لاکھ ہونہار طلباء و طالبات میں لیپ ٹاپ تقسیم کئے گئے ہیں۔ ان تمام پروگرامز کی کامیابی کے بعد بتدریج ان منصوبوں کو وسعت دے کر پورے ملک میں پھیلایا جا رہا ہے۔ منصوبہ بندی

رہنماؤں کے حوصلے بلند ہوں اور ارادے پختہ تو راستے آسان ہو جاتے ہیں۔ خود روزگار سکیم کے تحت اب تک صرف پنجاب میں ۴ ارب کے قرضے تقسیم کئے گئے ہیں۔ آج لاکھوں خاندان اس رقم سے باعزت روزگار کمانے کے قابل ہوئے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کی قیادت میں ملک وقوم کی خدمت اور ترقی کا سفر جاری وساری ہے اور وطن عزیز جلد ہی ’’اقبالؒ اور قائدؒ‘‘ کے خواب کی تعبیر ضرور بنے گا کہ جہاں پر ہر شہری کو باعزت روزگار اور دیگر بنیادی سہولیات حاصل ہوں گی۔

ترقیاتی منصوبے ترجیحات کا درست تعین ضروری

ایازالدین

سنٹرل ڈیولپمنٹ ورکنگ پارٹی نے 52 ارب 52 کروڑ 40 لاکھ روپے مالیت کے 21 منصوبوں کی منظوری دی ہے جبکہ 223 ارب روپے سے زائد مالیت کے پانچ منصوبے منظوری کے لئے قومی اقتصادی کونسل (ایکنک) کی ایگزیکٹو کمیٹی کے پاس بھیجنے کی سفارش کی ہے۔ منصوبہ بندی، ترقی و اصلاحات کے وفاقی وزیر احسن اقبال کی صدارت میں منعقدہ اجلاس کے فیصلوں کا سرسری جائزہ بھی یہ واضح کرنے کے لئے کافی ہے کہ ان میں عوام کی سماجی ترقی کے پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے درپیش مسائل سے نکلنے پر توجہ دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر ملک کو پانی کی فی کس کم ہوتی ہوئی مقدار کی صورت حال کا سامنا ہے جسے دیکھتے ہوئے ماہرین اور تجزیہ کار بار بار نہ صرف عالمی اداروں کے ذریعے دریائی پانی کے بین الاقوامی معاہدں پر شفاف عمل درآمد یقینی بنانے کی ضرورت اجاگر کررہے ہیں بلکہ بارش کے موسم میں حاصل ہونے والے اضافی پانی کو محفوظ کرنے کے لئے چھوٹے بڑے آبی ذخائر کی تعمیر پر بھی زور دے رہے ہیں تاکہ یہ اضافی پانی سیلاب بن کر بستیوں اور کھیتوں کی تباہی کا ذریعہ نہ بنے بلکہ ڈیموں میں اسے محفوظ کر کے کم خرچ بجلی بنانے کے علاوہ انسانی وحیوانی ضروریات اور زرعی وصنعتی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکے۔ اس ضمن میں منگلا اور تربیلا ڈیموں کی تعمیر کے بعد بڑے ڈیموں کی تعمیر کے معاملے میں کسی ایک یا دوسری وجہ سے غفلت ہمیں تیزی سے ایسی صورت حال کی طرف لے جارہی ہے جس کے جاری رہنے کی صورت میں ملک کے سنگین قحط سے دوچار ہونے کے اندیشے ظاہر کئے جارہے ہیں۔ وطن عزیز میں پانی کی فی کس دستیابی جو 1950ء کے عشرے میں 5 ہزار کیوبک میٹر تھی 2010ء میں گھٹ کر ایک ہزار کیوبک میٹر رہ گئی۔ بھاشا اور داسو ڈیمز کی تعمیر میں بظاہر کسی رکاوٹ کا اب سامنا نہیں ہے مگر طریق کار کی طوالت سمیت کئی معاملات کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم چھوٹے آبی ذخائر کی مختلف مقامات پر تعمیر کا کام محدود ملکی وسائل میں بھی بلا رکاوٹ

جاری رکھا جاسکتا ہے اور مذکورہ اجلاس میں اسکردو، اسلام آباد، جھنگ اور قصور کے بجلی سے تعلق رکھنے والے منصوبوں کی منظوری یا ایکنک سے سفارش امید افزا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حکومت ملک کوانرجی کے بحران سے نکالنے کے لئے پہلے دن سے سرگرم ہے اور اس نے اندرون ملک تیل اور گیس کے وسائل کو ترقی دینے، تھر کے کوئلے سے گیس بنانے، سورج اور ہوا کی توانائی سے بجلی حاصل کرنے سمیت کئی ایسے منصوبوں پر توجہ بھی دی ہے جن کا کئی سابقہ حکومتوں کے وقت سے غلغلہ ہے مگر ان منصوبوں پر کام کی رفتار کچھ زیادہ حوصلہ افزا نہیں کہی جاسکتی البتہ 26 مارچ 2015ء کو مائع قدرتی گیس کی پہلی کھیپ پورٹ قاسم پہنچنے اور وزارت منصوبہ بندی، ترقی و اصلاحات میں انرجی ونگ قائم کرنے کے منصوبے سے اس باب میں سنجیدگی کے عنصر کی موجودگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ دیگر منظور شدہ منصوبوں میں تعلیم اور اسکل ڈیولپمنٹ پلانز کو خوشحال مستقبل کی سرمایہ کاری سمجھا جانا چاہئے۔ شاندار سڑکوں کی تعمیر، آرام دہ ٹرانسپورٹ وغیرہ کی فراہمی ہر ترقی یافتہ ملک کی طرح ہماری بھی آرزو ہے اور ان پر پیشرفت بھی جاری ہے۔ مگر بڑے منصوبوں پر سرمایہ کاری کرتے وقت ترجیحات کا تعین کرنے اور یہ جائزہ لینے کی بہرحال ضرورت ہے کہ کب کون سا کام کرنا چاہئے۔ منصوبے بڑے ہوں یا چھوٹے قوم کے آگے بڑھنے کے عمل میں کردار ضرور ادا کرتے ہیں مگر بیروزگاری، مہنگائی اور صنعتوں کی بیرون ملک منتقلی کے ماحول میں یہ جائزہ بہرطور لیا جانا چاہئے کہ ہماری معیشت کی ہمہ جہت ضروریات کن منصوبوں سے بہتر طور پر پوری ہورہی ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ منصوبوں کا اپنا بوجھ اس غریب قوم کو غربت کے بوجھ تلے مزید دبا دے۔ اس بات کا اہتمام بھی ضروری ہے کہ ٹیکسوں کا بڑا حصہ ملازمت پیشہ افراد کے انکم ٹیکس اور غریب و متوسط طبقے پر ڈالے گئے بالواسطہ ٹیکسوں تک محدود نہ رہے بلکہ اشرافیہ کا پورا حصہ بھی اس میں شامل ہو، تاکہ پاکستان جلد ترقی یافتہ ترین اقوام کی صف میں شامل ہو سکے۔

جی ایس پی پلس کے تحت برآمدات میں اضافہ

حمزہ منیر

بین الاقوامی منڈی میں پاکستانی برآمدات کو ہمیشہ مشکلات درپیش رہی ہیں لیکن جی ایس پی پلس کا درجہ ملنے سے پاکستانی ایکسپورٹرز کے لئے ''یورپی یونین'' کے تمام ممالک میں اپنے ملک کی اشیاء برآمد کرنے کے مواقع پیدا ہوئے ہیں۔ وفاقی وزیر برائے تجارت مسٹر خرم دستگیر خان نے پاکستان ٹیکسٹائل ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن فیصل آباد کے ارکان سے خطاب کرتے ہوئے اس کے ارکان کو بتایا کہ اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ملک میں توانائی کے بحران اور دہشت گردی کے باعث ایک طرف صنعتی پیداوار متاثر ہوئی ہے اور دوسری طرف پاکستانی ایکسپورٹرز بے پناہ مشکلات سے دوچار رہے ہیں۔ وفاقی وزیر تجارت نے فیصل آباد کے ٹیکسٹائل ایکسپورٹرز کو بتایا کہ تمام تر مشکلات و مسائل یورپی یونین کے ممالک کے لئے پاکستانی برآمدات میں گذشتہ سال ماہ جنوری سے اکتوبر تک توقعات سے بڑھ کر اضافہ ہوا ہے۔ وفاقی وزیر تجارت نے اعتراف کیا کہ پاکستان کی برآمدات میں یہ اضافہ بین الاقوامی منڈی میں ملک کو جی ایس پی پلس کی رعایت ملنے کا نتیجہ ہے۔

پاکستان کو یورپی یونین کے ممالک کی طرف سے جی ایس پی پلس کا درجہ ملنے سے پہلے یورپی یونین کی طرف سے پاکستان کی برآمدات کے لئے پابندی عائد تھی اور اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اس پابندی کو موجودہ حکومت کی کوششوں سے ختم کیا گیا ہے۔ جس کے بعد سے پاکستان کی برآمدات کا حجم بتدریج بڑھ رہا ہے۔ پاکستان اچھی خاصی مقدار میں یورپی یونین کے ممالک کو سمندری غذا برآمد کر رہا ہے۔ جنوری 2014ء سے ستمبر 2014ء کے تجارتی اعدادوشمار سے پتہ چلتا ہے کہ اس دوران یورپی یونین کو 2.47 ملین ڈالر کی اضافی برآمدات کی گئیں جبکہ 2013ء میں اسی عرصے میں 2.12 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا تھا۔ 2007ء میں یورپی یونین نے پاکستان سے مچھلی برآمد کرنے والی تمام کمپنیوں کو اپنی فہرست میں سے نکال دیا تھا۔ بنیادی طور پر یورپی یونین کی ایس پی ایس اقدامات پورا کرنے میں ناکامی کی وجہ سے مچھلی برآمد کرنے والی پاکستانی کمپنیوں کے نام یورپی یونین کے ممالک کی فہرست میں سے خارج کئے گئے تھے۔ یورپی یونین کے ممالک کو 2007ء کے دوران پاکستان سے کوئی سمندری غذا برآمد نہیں کی گئی تھی اور یہ پابندی پیپلز پارٹی کے گذشتہ دور میں بھی عائد رہی۔

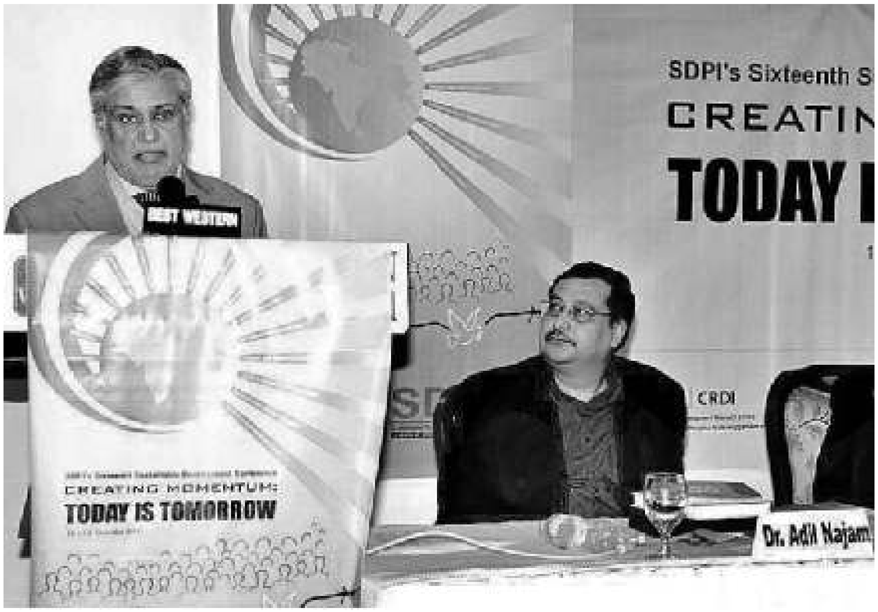

67 سالہ ملکی تاریخ میں پاکستان کو سب سے بڑی تجارتی مراعات ''جی ایس پی پلس'' کا ملنا ہے جس کے تحت پاکستان، یورپی یونین کے 28 ممالک کو یکم جنوری 2014ء سے بغیر کسٹم ڈیوٹی اپنی اشیاء ایکسپورٹ کرسکتا ہے۔ پاکستان کو جی ایس پی کی یہ سہولت 10 سال کے لئے دی گئی ہے لیکن ہر 3 سال بعد اس پر نظر ثانی کی جائے گی اور یہ دیکھا جائے گا کہ پاکستان جی ایس پی مراعات کے حصول کے لئے دستخط کئے گئے 27 عالمی معاہدوں پر صحیح معنوں میں عملدرآمد کررہا ہے یا نہیں اور اگر پاکستان نے معاہدوں پر عملدرآمد نہ کیا تو یہ سہولت واپس لی جاسکتی ہے۔ یورپی یونین کی جانب سے جی ایس پی پلس کی یہ سہولت کم ترقی یافتہ و کم آمدنی والے ممالک کو ایکسپورٹ بڑھانے کیلئے دی جاتی ہے تاکہ یہ ممالک معاشی طور پر مضبوط ہوں اور وہاں غربت میں بھی کمی لائی جاسکے لیکن ترقی پذیر ملک ہونے اور یورپی یونین کو ٹیکسٹائل ایکسپورٹ 1% کے بجائے 1.75% ہونے کے باعث پاکستان جی ایس پی پلس سہولت کا حقدار نہیں ٹھہرتا تھا۔ حکومت پاکستان، وزیراعظم اور ان کی کوششوں سے سہولت مل گئی۔

ٹیکسٹائل، ایشیائی ممالک کی معیشت کا انتہائی اہم سیکٹر ہے کیونکہ یہ سیکٹر ان ممالک میں سب سے زیادہ ملازمتیں پیدا کرنے اور زرمبادلہ کمانے کا ذریعہ ہے۔ بنگلہ دیش میں ٹیکسٹائل سیکٹر کا جی ڈی پی میں حصہ 12%، پاکستان میں 8.5%، ترکی میں 10%، چائنا میں 7.11% اور انڈیا میں 4% ہے جبکہ مینوفیکچرنگ سیکٹر میں بنگلہ دیش کا حصہ 40% اور پاکستان میں 46% ہے۔ اسی طرح بنگلہ دیش کی ایکسپورٹ میں ٹیکسٹائل سیکٹر کا حصہ 88.10% اور پاکستان میں 53.79% ہے جبکہ چین کی مجموعی ٹیکسٹائل ایکسپورٹ 248 بلین ڈالر، بھارت کی 29.16 بلین ڈالر، ترکی 24.6 بلین ڈالر، بنگلہ دیش 21.5 بلین ڈالر، ویت نام 16.8 بلین ڈالر اور پاکستان کی 13.8 بلین ڈالر ہے۔ یورپی یونین کی جی ایس پی پلس سہولت ملنے کی وجہ سے آج بنگلہ دیش کی ٹیکسٹائل گارمنٹس کی ایکسپورٹس پاکستان سے زیادہ ہوچکی ہے حالانکہ بنگلہ دیش میں نہ کاٹن پیدا ہوتی ہے، نہ اعلیٰ کوالٹی کا کاٹن یارن بنایا جاتا ہے اور نہ ہی مقامی سطح پر فیبرک تیار کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود بنگلہ دیش، پاکستان اور دیگر ممالک سے یارن اور ڈینم فیبرک

امپورٹ کر کے گیس و بجلی کے سستے نرخوں، کم اجرتوں اور امن و امان کی بہتر صورتحال کی بدولت ویلیو ایڈیشن کے ذریعے دنیا کو اپنی ٹیکسٹائل مصنوعات مقابلاتی قیمتوں پر ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ گزشتہ دنوں وزارت تجارت نے پاکستانی ایکسپورٹرز کیلئے کراچی میں سیمینار کا انعقاد کیا۔ سیمینار کے دوران یورپی یونین کے سفیر لارس گونار ویجی مارک، وفاقی وزیر تجارت خرم دستگیر اور TDAP کے CEO ایس ایم منیر نے اپنے خطاب میں پاکستان کی یورپی یونین ایکسپورٹ کارکردگی اور پوٹینشل کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔ وزیر تجارت خرم دستگیر نے شرکاء کو بتایا کہ حفاظتی اقدامات کی وجہ سے پاکستان سے یورپی یونین کو آم کی ایکسپورٹ میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ سیمینار کے دوران جی ایس پی پلس کے بارے میں اردو اور انگریزی میں شائع ہونے والے کتابچے کی رونمائی بھی کی گئی جس میں پاکستانی ایکسپورٹرز کو ایکسپورٹ میں اضافے کے حوالے سے آگاہی فراہم کی گئی ہے۔

جی ایس پی پلس ملنے کے بعد پاکستان کی ٹیکسٹائل، لیدر، فٹ ویئر اور پلاسٹک کی اشیاء کی ایکسپورٹ میں پہلے سال تقریباً ایک سے ڈیڑھ بلین ڈالر تک اضافہ متوقع تھا۔ اور یہ انتہائی خوش آئند بات ہے کہ جی ایس پی پلس سہولت کے پہلے سال کے 10 ماہ میں پاکستان کی EU کو ایکسپورٹ میں ایک ارب ڈالر کا اضافہ ہوا ہے، اس طرح پہلے 10 ماہ میں یورپی یونین کو ملکی ایکسپورٹ 20% اضافے کیساتھ گزشتہ سال کے 5.3 بلین ڈالر کے مقابلے میں 6.38 بلین ڈالر ہو چکی ہے جو سال کے اختتام تک 1.2 بلین ڈالر پہنچنے کا امکان ہے جبکہ اسی عرصے میں بنگلہ دیش کی EU کو ایکسپورٹ میں 13%، بھارت 8.5%، ویت نام 18% اور چین کی ایکسپورٹ میں 7% اضافہ ہوا ہے۔ یہ بات حوصلہ افزاء ہے کہ پاکستان کی یورپی یونین کو ایکسپورٹ میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ ٹیکسٹائل سیکٹر میں گارمنٹس کی EU ایکسپورٹ میں 28%، ہوم ٹیکسٹائل میں 30% اور تولئے کی ایکسپورٹ میں 23% اضافہ پاکستانی ٹیکسٹائل مصنوعات پر یورپی صارفین کے اعتماد کا مظہر ہے۔ پاکستان کی EU ایکسپورٹ میں بے انتہا پوٹینشل پایا جاتا ہے لہٰذا جی ایس پی پلس سہولت برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ حکومت EU کے 27 عالمی معاہدوں پر عملدرآمد یقینی بنائے جبکہ صوبائی حکومتیں جن کے پاس 18 ویں ترمیم کے بعد بیشتر وفاقی محکمے آ گئے ہیں، کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ EU کے 27 عالمی معاہدوں پر صحیح معنوں میں عملدرآمد کریں بصورت دیگر یورپی یونین کی 3 سالہ نظرثانی پالیسی کے دوران پاکستان سے جی ایس پی سہولت واپس لی جا سکتی ہے جو ملک کی بہت بڑی بدقسمتی ہوگی۔

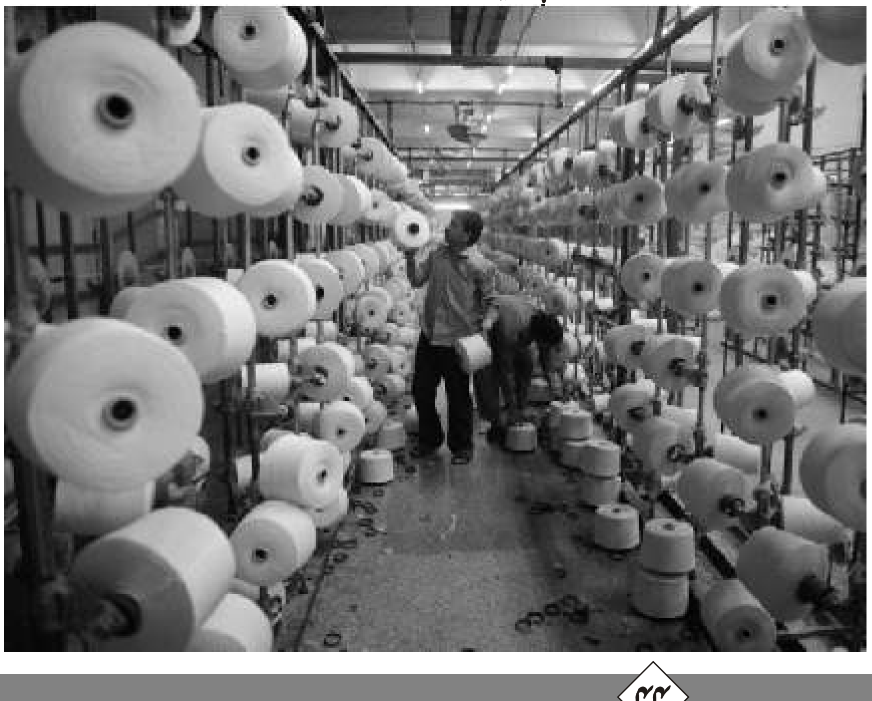

نیلم جہلم ہائیڈرو پاور پراجیکٹ

نعیم مسعود

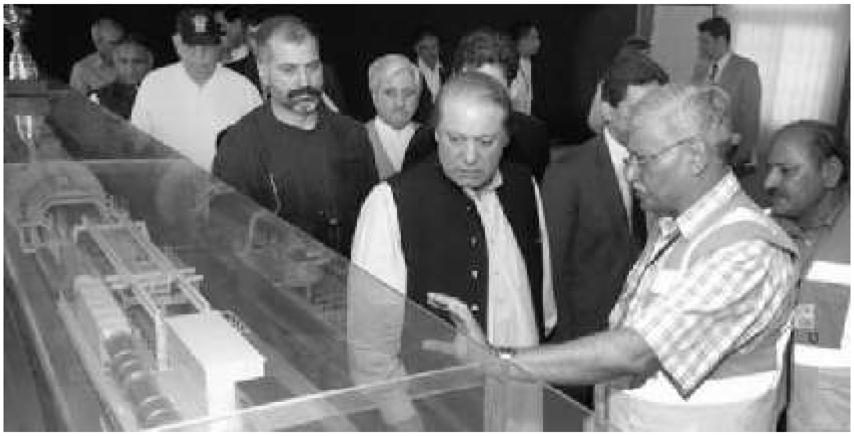

نیلم جہلم ہائیڈرو پاور پراجیکٹ دراصل واپڈا کا برین چائلڈ ہے جس کا عملی آغاز 2008ء سے ہوا اور اس پر غور وفکر اس سے قبل کم وبیش دو عشروں پر محیط ہے۔ اس پراجیکٹ کی روح رواں کمپنی نیلم جہلم ہائیڈرو پاور کمپنی ہے جو NJHPC آف واپڈا کہلاتی ہے۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں چیئرمین واپڈا ہیں جو اس بورڈ کے بھی چیئرمین ہیں۔ علاوہ ازیں ممبران میں واپڈا (پانی)، واپڈا (پاور) اور واپڈا (فنانس) کے نمائندے بھی شامل ہیں۔ سابق سی ای او اور موجودہ سی ای او NJHPC بھی بورڈ آف ڈائریکٹرز کا حصہ ہیں۔ اسی طرح چیف سیکرٹری آزاد جموں وکشمیر، وزارت پانی وبجلی کا نمائندہ، ایڈیشنل سیکرٹری اکنامک افیئر، ایڈیشنل سیکرٹری آف فنانس وغیرہ بھی اس بورڈ کا حصہ ہیں جو تاریخ مرتب کرنے کے درپے ہیں۔ اس پراجیکٹ کی پیداوار 969 میگاواٹ ہے۔

پراجیکٹ کی مجموعی لاگت کبھی تقریباً 274 ارب روپے تھی اب غالباً 450 ارب روپے ہے۔ دریاؤں کے کراس، کٹاؤ، سرنگی نظام (Tunnels) پر مشتمل یہ انتہائی جدید پراجیکٹ ہے جس پر چائینہ، امریکہ، ترکی، کینیڈا، جرمنی، انڈونیشیا اور پاکستان کے انجینئرز اور ٹیکنیشن شبانہ روز سرگرم عمل ہیں۔ ڈیم کو کمپوزٹ ڈیم (Rock Fill Gravity) قرار دیا گیا ہے۔ اس کا نظام آبی سرنگ TUNNELING تین طرح کی ٹنلز پر مشتمل ہے۔

1- جوڑا سرنگ 19.54 کلومیٹر (TWIN TUNNEL)۔

2- یک سرنگ 9 کلومیٹر (SINGLE TUNNEL)۔

3- اختتامی سرنگ 3.54 کلومیٹر (TAILRACE TUNNEL)۔

آغاز سفر 30 جنوری 2008ء میں ہوا۔ تکمیل کا دورانیہ 106 ماہ پر مشتمل ہے۔ تکمیل کا وقت نومبر 2016ء دیا گیا ہے۔ اس کی سالانہ پیداواری اوسط 5.150 بلین بجلی یونٹس ہے۔ اس کی جدتوں اور دلچسپی میں پہاڑوں کے اندر سے بنائی گئی ٹنلز ہیں جن کو بنانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ جوڑا ٹنل 19.54 کلومیٹر لمبی اور دریائے نیلم سے نکلتی ہے اور نوسہری (1-C) کے مقام سے شروع ہوتی ہے۔ پھر THOTA کے مقام پر دریائے جہلم کے نیچے سے گزر جاتی ہے اور پھر سنگل سرنگ (لمبائی 9 کلومیٹر) میں بدل کر چھترا کلاس (3-C) میں آکر ورٹیکل شافٹس (عمودی سرنگیں) کو پانی فراہم کرتی ہیں۔ C-2 ایریا چھترا کلاس سے کچھ پہلے ہے۔ C1 نوسہری سے آغاز سے جہاں سپل وے، بیس اور کولیکشن ہے۔ C-2 مجوئی ہیڈ

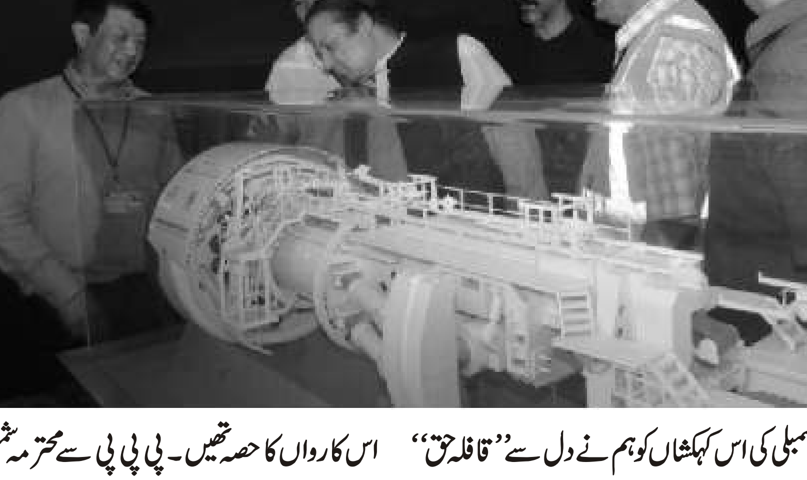

ریس ٹنلز اور کنکریٹ لائننگ ہے جبکہ 3-C چھترا کلاس پاور ہاؤس ٹرانسفار مرا یریا ہے۔ زیر زمین پاور ہاؤس کے بعد پانی ضامن آباد مقام پر بذریعہ اختتامی سرنگ (RACETAIL) دریائے جہلم میں جا گرتا ہے۔ مکمل سرنگ کی لمبائی تقریباً 48 کلومیٹر بنتی ہے۔ اللہ بھلا کرے جعفر اقبال جونیئر کا جس نے ہمیں ''قافلہ حق'' میں شامل ہو کر نیلم جہلم پراجیکٹ کی فزکس، کیمسٹری، فلسفہ، نفسیات، اقتصادیات، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ، تعلیمات، جغرافیہ، جیالوجی اور سیاسیات کے قریب سے دیکھنے کا موقع فراہم کیا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ایک یوم امریکہ یا مغرب کے ایک ماہ کے دورے سے زیادہ دلچسپ، اضافہ علم اور سٹڈی ٹور سے بہت بہتر تھا۔ یہ سٹینڈنگ کمیٹی جو حقیقت میں توانیس بیس لوگوں پر مشتمل ہے جو سٹیئرنگ کمیٹی برائے ترقیات، منصوبہ بندی اور ریفارمز پر مشتمل ہے جس کے دس ممبران قومی اسمبلی اس دورہ میں شامل تھے۔ سبھی سیاسی جماعتوں پر مشتمل خواتین حضرات اسمبلی کی اس کہکشاں کو ہم نے دل سے ''قافلہ حق'' کہا۔ اس کمیٹی کے سربراہ عبدالمجید خان کی ڈیم سے رغبت، شفقت اور فوقیت دیدنی تھی جس میں جذبہ حب الوطنی کا عکس بہت نمایاں تھا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی رہے اور کہیں کوئی اور فوقیت اور اہمیت غالب نہ آجائے۔ چودھری محمد عارف (اوکاڑہ)، ایک معروف سیاستدان ہیں جن کی عوامی حلقوں میں خوب پذیرائی ہے۔ 1985ء سے مسلسل میدان سیاست میں ہیں۔ (ن) لیگ کے دیگر ممبران اسمبلی شازیہ اشفاق (دختر پیر غلام فرید ایم پی اے گوجرانوالہ) اور شاہین اشفاق بھی اس کارواں کا حصہ تھیں۔ پی پی پی سے محترمہ شمس النساء (ٹھٹھہ) اور ایم کیو ایم کے ممبر قومی اسمبلی شیخ صلاح الدین (کراچی) بھی ٹیم میں جلوہ افروز تھے۔ سنجیدہ طبع مگر چہرے پر مسکراہٹ کے پھول سجائے جماعت اسلامی کے شیر اکبر خان بھی سنگ سنگ تھے۔ فاٹا سے نوجوان اور پُرعزم قیصر خان (تحریک انصاف) اور چترال سے قومی اسمبلی میں آل پاکستان مسلم لیگ عرف مشرف لیگ کے اکلوتے اور ''قیمتی'' ممبر افتخار الدین بھی ڈیم کی افادیت اور ضرورت کے تناظر میں ہم آہنگ تھے۔ ہم نے اور انجینئر خواجہ انیس الدین انور (ڈائریکٹر فیڈرل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ سائنسز مظفر آباد) نے ممبران اسمبلی کی نیلم جہلم پراجیکٹ 3-C کی دہلیز چھترا کلاس کے مقام پر رفاقت حاصل کی۔ لیفٹیننٹ جنرل (ر) زبیر (سی ای او NJHPC) نے سٹینڈنگ کمیٹی کو چشم ماروشن دل ما شاد کہا۔ جنرل زبیر FWO، واپڈا، آرمی انجینئرنگ کے علاوہ دیگر سویلین اور آرمی اداروں میں بطور سربراہ اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔

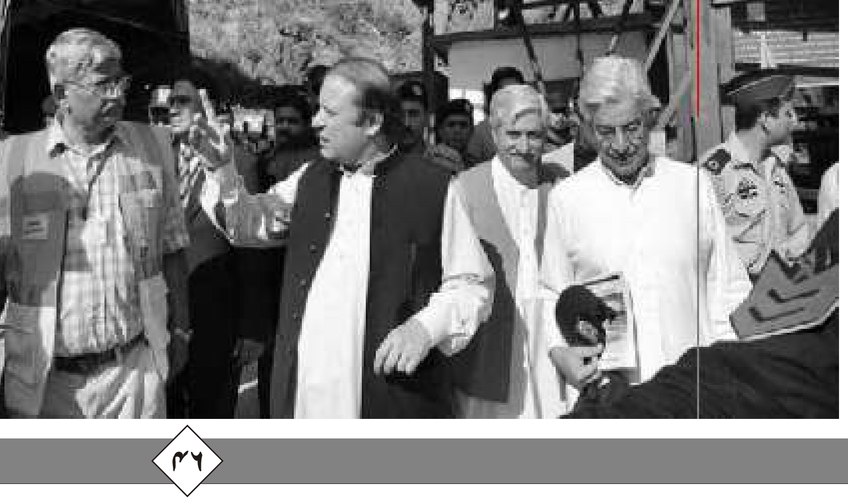

جنرل (ر) زبیر (سی ای او) نیلم جہلم پراجیکٹ کی وہ بات کہ ''چینی نیلم جہلم پراجیکٹ پر غریبی اور امیری دیکھے بغیر تکمیل کے لئے شانہ بشانہ تھے اور ہیں'' یہ باتیں مجھے اس وقت بہت یاد آ رہی تھیں جب اقتصادی راہداری کے سنگ سنگ 51 دیگر معاہدوں پر پاک چائنہ دوستی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کررہی تھی۔ جب پاک چین تجارتی حجم 20 ارب ڈالر تک لانے پر اتفاق ہوا تو چین واقعی گہرا اور عملی دوست لگا۔ نسل درنسل دوستی صرف حکومتوں سے نہیں سرزمین پاکستان سے دوستی کا ثبوت اس وقت سامنے کھڑا شاداں وفرحاں دکھائی دیا جب سول ایٹمی تعاون جاری رکھنے کا اعادہ کیا گیا پھر وزیراعظم نے ویڈیو لنک کے ذریعے آٹھ منصوبوں کا افتتاح بھی کیا۔ چائنہ ڈیموں کی سرزمین ہے اچھے دوست ایک دوسرے کو جدتیں اور توانائی بخش رہے ہیں۔ اچھے دوست ایک دوسرے سے سیکھتے بھی ہیں۔ دوستی کی شاہراہ سبق کی اہم راہ گزر بھی ہوتی ہے جو منزل کی بشارت بنتی ہے۔ پس دعا ہے کہ ان ففٹی اپ (51) معاہدوں میں پاک چین دوستی اور ترقی کے سچے چمکتے دمکتے نتائج ہوں اور سبھی میں نیلم جہلم ہائیڈرو پاور پراجیکٹ سی آن بان اور شان نظر آئے مجموعی طور پر 85 فیصد سے زائد تکمیل پا جانے والا یہ منصوبہ چمکدار دوستی کی علامت اور اقتصادی ترقی کا دلکش پیش خیمہ ہے واضح رہے کہ لگ بھگ 22 سولر پراجیکٹ (772.99 میگاواٹ) پھر 1994ء میں بنائے گئے پرائیویٹ پاور اینڈ انفراسٹرکچر بورڈ (PPIB) کے 31 خودمختار پرائیویٹ پراجیکٹ سے بھی 9071 میگا واٹ کی توقع ہے۔ 15 جولائی 2013ء کو جو 84 میگاواٹ کا افتتاح ہوا جس میں ''نیو بونگ اسکیپ ہائیڈرو پراجیکٹ منگلا (آزاد کشمیر) سے 7 کلومیٹر نیچے ایشین ڈویلپمنٹ بنک کا اشتراک حاصل ہے اور یہ پہلا منصوبہ تھا جو 2002ء پاور پالیسی کے تحت بنا۔ ایسے مزید بھی درکار ہیں۔ سندھ میں ونڈ پاور منصوبے جمپیر، گھارو، کیٹی بندر اور بن قاسم (برائے 50 میگاواٹ) میں لوکل سرمایہ کار اور ترکی کی مدد شامل ہے۔ 20 میگاواٹ کیلئے مرالہ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ (سیالکوٹ) بھی زیر تعمیر ہے۔ بائیو گیس کے چھوٹے چھوٹے منصوبے بھی مختلف انڈسٹریل زون میں امید کی کرن ہیں۔ اللہ کرے جلد داسو، الائی خوار، خان خوار، دوبر، جناح اور جیان ہائیڈرو پاور پراجیکٹس بھی کامیابی سے ثمر بار اور کامران ہوں گول زیم، میرانی، منگلا ریزنگ، سبک زئی اور ست پارا ڈیموں سے توقعات ہیں۔

ذکر پھر جنرل زبیر کی بریفنگ کا۔ انہوں نے ممبران اسمبلی کے جذبہ حب الوطنی کی

بیٹری بھی کمال انداز سے چارج اور ری چارج کی۔حکومت سے انکی کوآرڈینیشن، پھر حکومت اور بطور خاص وزیراعظم پاکستان نواز شریف، وزیر پانی بجلی خواجہ آصف اور وزیر مملکت عابد شیر علی سے جنرل زبیر کی قابل تحسین ہم آہنگی کی کنڈلیاں حب الوطنی کی بنیادوں پر ملتی ہیں۔ وزیراعظم تیسرے چوتھے ماہ اس پراجیکٹ پر بریفنگ لیتے ہیں اور عابد شیر علی کے دورے معمول کا حصہ بن چکے ہیں جو ضروری بھی ہیں۔ نواز شریف نے وزیر خزانہ اسحاق ڈار کو ہدایت کر رکھی ہے کہ پراجیکٹ فنڈز کی عدم ادائیگی کے سبب ایک لمحہ بھی نہ رکے۔ چائینہ کے انجینئرز دوست قوم کے مخلص سپوتوں کی طرح پاک وطن کی ترقی میں پیچھے نہیں ہٹے۔ ماضی میں انہیں پیسے ملے، نہیں ملے وہ لگے رہے۔ کئی کنٹریکٹر الوداع کہہ گئے، لیکن چینی ڈٹے رہے۔اس ڈیم میں چینی انجینئرز کا مرکزی کردار رہے۔ پراجیکٹ منیجر ایک امریکی ٹیکنوکریٹ ولیم بی ڈابس سے بھی میری لمبی نشست ہوئی۔اس نے دریاؤں کی کراسنگ اور آبی سرنگوں کے اس مشکل ترین مگر جدید ترین ڈیم کو' سائنس، آرٹ اور تکنیک کا تاریخی منصوبہ قرار دیا۔اس کا کہنا تھا کہ حکومتی دلچسپی اور انجینئرز کی مشترکہ سعی پاکستان کی تقدیر بدل دینگے۔ واضح رہے کہ یہ مشکل طریقہ پیدائش بجلی ہے۔ترکی اور امریکہ میں اربوں کی لاگت کے بعد یہ مکمل کرنے سے پہلے ہی بند کرنے پڑے، لیکن نیلم جہلم پراجیکٹ میں کامیابی قدم چوم رہی ہے۔(الحمد اللہ)! ایٹم بم کی طرح اس کی تکمیل میں بھی سبھی کی دلچسپی شامل ہے۔ مستقبل میں روشنی کی فراہمی اور معیشت کا پہیہ چلانے والا یہ پراجیکٹ جو خود بھی کماؤ پتر بننے والا ہے، محسوس یہ ہوتا ہے ایٹم بم کی طرح اس کا افتتاح بھی نواز شریف کے مقدر کا حصہ ہے۔ کئی دفعہ نیلم کی تلاطم خیز موجوں نے تعمیری کام کو تخریبی تحفہ دیا، لیکن جب ارادے پختہ ہوں تو تلاطم خیز موجوں سے کون گھبراتا ہے؟

میں نے سرنگوں کے میلوں اندر جا کر، پھر ٹرانسفارمرز کے علاوہ ٹنل بورنگ مشین T B M (سرنگ بنانے والی مشین) کی کارکردگی (واضح رہے کہ یہ دنیا میں پانچ، چھ ہی مشینیں ہیں جو جرمنی نے بنائیں ان میں سے دو پاکستان کے پاس ہیں۔) پھر ہاتھوں سے کھودی گئی سرنگ جو پہاڑی چوٹی سے 2 کلومیٹر نیچے تھی، سب سے بڑھ کر کشمیری پہاڑی سلسلہ کے علاوہ جو عزم دیکھے، تو مجھے لگا میں اکیسویں صدی کے نظریاتی پاکستان میں کھڑا ہوں...... ہاں اکیسویں صدی کا پاکستان جو بائیسویں صدی کو تراش رہا ہے۔

پاکستان کی سمندری حدود میں اضافہ......ایک تاریخی کامیابی

ندا حسین

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کسی بھی ملک کی سرحدیں اور حدود اس کی خودمختاری، آزادی اور وقار کی علامت تسلیم کی جاتی ہیں۔ سرحدوں کی خلاف ورزی اور تنازعات کے نتیجہ میں عام طور پر ایسے عسکری تصادم رونما ہوتے ہیں جو قوموں کی تاریخ اور معیشت سمیت سماج اور اخلاقیات تک کو متاثر کرتے ہیں۔ اس تناظر میں یہ خبر ہر اعتبار سے ایک خوشخبری تصور کی جارہی ہے کہ پاک بحریہ کی طرف سے جاری کیے گئے ایک بیان کے مطابق اقوام متحدہ کے کمیشن برائے سمندری حدود نے اپنے مطالعاتی جائزہ کے نتیجہ میں پچاس ہزار مربع کلومیٹر کے اضافی سمندری علاقہ پر پاکستان کا حق تسلیم کرلیا ہے اور یوں اس سمندری علاقہ میں تمام قدرتی وسائل اب پاکستان کی ملکیت بن گئے ہیں۔ 19 مارچ 2015ء کو اقوام متحدہ کے کمیشن نے اپنا جائزہ مکمل کیا اور سمندری حدود میں اضافے کا پاکستانی دعویٰ تسلیم کر لیا ہے جس کے تحت پاکستان کی سمندری حدود دو سو ناٹیکل میل سے بڑھ کر ساڑھے تین سو ناٹیکل میل ہوگئی ہیں۔

یہ جو پاکستان کو نعمت خداوندی کہا جاتا ہے تو اس میں کوئی مبالغہ یا شک وشبہ نہیں ہے۔ کون نہیں جانتا کہ مملکت خداداد پاکستان کی بنیادوں میں ہزاروں شہیدوں کا خون شامل ہے، لاکھوں مسلمانوں کی دعائیں شامل ہیں اور بے شمار افراد کی قربانیاں شامل ہیں جنہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک ایسی ریاست کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا جس کی مثال دنیا کا کوئی دوسرا ملک اور قوم پیش نہیں کرسکتے۔ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا اور یہی اس کی نظریاتی اور فکری شناخت ہے۔ ہمارا سبز ہلالی پرچم دنیا بھر میں امن اور آشتی کے پیغام کو اجاگر کرتا ہے اور ساری دنیا جانتی ہے کہ پاکستان کے قیام، استحکام اور ترقی میں جہاں اس کے 18 کروڑ عوام کی روز وشب کی محنت اور جدوجہد شامل ہے وہاں اس باب میں رب کائنات کا خصوصی فضل وکرم بھی شامل ہے۔ آزمائش اور امتحان کی ہر گھڑی میں پاک سرزمین کو ایسی غیبی امداد حاصل رہی جس کا عام طور پر مادہ پرست اقوام تصور ہی نہیں کرسکتیں۔ اس حوالے سے یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ قدرت نے وطن عزیز کو اپنی ہر نعمت سے نواز رکھا ہے۔ معاملہ پنجاب کے دریاؤں کا ہو، سندھ کے کوئلے کے ذخائر کا ہو، بلوچستان کی ان گنت معدنیات کا ہو یا خیبر پختونخوا کے زرخیز پہاڑی سلسلوں کا ہو، ہر سمت اور ہر طرف اللہ کا فضل اور نعمتیں مشاہدہ کی جاسکتی ہیں۔

اس طرح پاکستان کے موجودہ 2 لاکھ 40 ہزار مربع کلومیٹر خصوصی اقتصادی زون کے علاوہ پچاس ہزار مربع کلومیٹر اضافی کانٹی نینٹل شیلف پاکستان کے زیر انتظام آگیا ہے جس کی تہہ سمندر اور اس کے نیچے پائے جانے والے وسائل پر پاکستان کو مکمل اختیارات حاصل ہوں گے۔ پاکستان یہ کامیابی حاصل کرنے والا خطے کا پہلا ملک ہے۔

واضح رہے کہ بین الاقوامی سمندری قوانین کا آرٹیکل 76 ساحلی ممالک کو کانٹی نینٹل شیلف 200 ناٹیکل میل سے بڑھانے کی اجازت دیتا ہے تاہم ساحلی ملک کو اقوام متحدہ کمیشن برائے سمندری حدود کے سامنے تکنیکی اعداد و شمار اور مواد کے ذریعے اپنا کیس ثابت کرنا پڑتا ہے، یہ کمیشن ہائیڈروگرافی، جیوفزکس، جیولوجی اور دیگر متعلقہ شعبوں کے 21 ماہرین پر مشتمل ہوتا ہے۔ پاکستان کو بھی اس تنظیم میں نمائندگی کا اعزاز حاصل ہے۔ کانٹی نینٹل شیلف سے متعلق درخواست پیش کیے جانے تک کا عمل کٹھن اور پیچیدہ مراحل سے گزر کر پایہ تکمیل کو پہنچا۔ نیشنل انسٹیٹیوٹ آف اوشینو گرافی کے سائنسدانوں اور پاکستان نیوی کے ہائیڈرو گرافرز نے اس منصوبے کے تمام مراحل پر پوری محنت اور لگن سے کام کیا۔ اس بھرپور کوشش کے سبب ایک جامع اور اعلیٰ معیار کی درخواست مرتب کی گئی جس میں کمیشن کو درکار تمام ضروری معلومات دستیاب تھیں۔

قارئین کی معلومات کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ اس تاریخی کامیابی کے حصول کی خاطر پہلا مرحلہ مطالعاتی عمل پر مبنی تھا جس میں دستیاب مواد کو ضرورت کے مطابق تیار کیا گیا اور اضافی مواد کی نشاندہی بھی کی گئی۔ دوسرے مرحلے کے دوران اضافی مواد جمع کرنے کے لیے ایک وسیع سروے کیا گیا۔ کانٹی نینٹل شیلف کی بیرونی حد کے صحیح تعین کے لئے 990 کلومیٹر طویل ساحل کا بیس لائن جیوڈیٹک (Baseline Geodetic) سروے کیا گیا اور ساتھ ساتھ تہہ سمندر کی جانچ اور ڈھلوانی سطح کے زیریں حصے اور حد کی نشاندہی کے لئے مرے رج (زیرآب پہاڑی سلسلہ) اور انڈس بیسن کے 11000 کلومیٹر رقبے پہ محیط اعلیٰ معیار کا Multi-beam Bathymetric مواد اکٹھا کیا گیا۔ تیسرے مرحلے میں پاکستان کے کانٹی نینٹل شیلف کی بیرونی حدود کا کیس تیار کیا گیا۔ اس کیس کی تیاری میں کینیڈا کی سی فورتھ جیوسرویز کمپنی نے تکنیکی خدمات فراہم کیں۔

26 مارچ 2009ء کو اقوام متحدہ کے کمیشن برائے سمندری حدود کی تکنیکی اور سائنسی ہدایات کی روشنی میں کیس کی تمام قانونی اور دستاویزی ضروریات کو مکمل کرنے کے بعد اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب کو نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوشینو گرافی کی جانب سے دستاویزات دی گئیں جن میں تمام چارٹس، نقشے اور ڈیجیٹل مواد شامل تھے۔ پاکستان کے مندوب نے پاکستان کی سمندری حدود میں اضافہ کا کیس 30 اپریل 2009ء کو اقوام متحدہ

پاکستان کی سمندری حدود میں 50 ہزار مربع کلومیٹر اضافہ بہترین سفارتکاری کا نتیجہ ہے۔ نئی سمندری حدود سے قدرتی وسائل تلاش کیے جائیں گے۔ سمندری علاقہ کی حدود میں اضافے کی منظوری کے سلسلے میں ہم اومان کے تعاون کے شکر گزار ہیں۔

میں جمع کروایا۔وفاقی سیکرٹری برائے وزارت سائنس وٹیکنالوجی کی قیادت میں پاکستان کے پانچ رکنی وفد نے 16 اگست 2013ء کو اقوام متحدہ کے کمیشن برائے سمندری حدود کے سامنے پاکستان کا موقف پیش کیا۔اس کمیشن کے چیئرمین نے 26 اگست 2013ء کو اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب کو باضابطہ طور پر آگاہ کیا کہ پاکستان کے کیس پر نظر ثانی کے لیے ایک سات رکنی ذیلی کمیشن قائم کر دیا گیا ہے۔اس ذیلی کمیشن نے پاکستان کے کیس کا تنقیدی جائزہ اور جمع کرائی گئی تفصیلات کا مفصل تجزیہ کیا۔ اس دوران ذیلی کمیشن اور پاکستانی وفد کے درمیان 12 تفصیلی ملاقاتیں ہوئیں اور 18 تکنیکی دستاویزات کا تبادلہ ہوا۔ذیلی کمیشن کی جانب سے دی گئی ابتدائی تجاویز کو پاکستانی وفد نے تسلیم کیا اور ذیلی کمیشن نے انہیں متفقہ طور پر منظور کر لیا۔10 مارچ 2015ء کو پاکستانی وفد نے کانٹی نینٹل شیلف کی حدود پر اقوام متحدہ کے 21 رکنی کمیشن کے سامنے اپنا حتمی موقف پیش کیا۔37 ویں سیشن کے اختتام پر اقوام متحدہ کے کانٹی نینٹل شیلف کی حد بندی کے لیے قائم کمیشن نے باضابطہ طور پر تجاویز کو تسلیم کرتے ہوئے سمندری حدود میں 200 ناٹیکل میل سے 350 ناٹیکل میل کے اضافے کے پاکستان کے دعوے کو منظور کر لیا۔

اس تاریخی کامیابی پر وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ پاکستان کیلئے یہ ایک تاریخی اور پر مسرت موقع ہے۔ایک طویل اور کٹھن جدوجہد کے بعد اقوام متحدہ کے کمیشن برائے سمندری حدود نے ہماری سمندری حدود (کانٹی نینٹل شیلف) کے اضافے کے دعوے کو تسلیم کر لیا ہے۔پاکستان کے کونٹینینٹل شیلف کی حدود میں اضافہ قوم کیلئے بے پناہ معاشی فوائد اور خوشحالی کا باعث ہوگا۔اسلام آباد دفتر خارجہ سے جاری اپنے بیان میں وزیراعظم کے مشیر برائے امور خارجہ سرتاج عزیز نے کہا کہ

سمندر قوموں کی زندگی میں انتہائی اہمیت رکھتے ہیں جہاں انہیں روزگار کے وسیع ذرائع میسر آتے ہیں اور خوراک کا عظیم ذخیرہ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ سمندری حیات و معدنیات سے قومی و ملکی خزانے بھرے جاتے ہیں۔خشکی سے گھرے ممالک انتہائی مشکل زندگی گزارتے ہیں۔ ملکی معیشت کو مضبوط کرنے میں ان بندرگاہوں کا انتہائی اہم کردار ہے۔پاکستانی قوم کے لیے یہ خبر انتہائی اہم ہے کہ اقوام متحدہ سے سمندری حدود کا دائرہ بڑھانے کے لیے پاکستان کا مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے اس کی سمندری حدود میں پچاس ہزار مربع کلومیٹر کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ماہرین کا خیال ہے کہ سمندری حدود میں اس اضافہ سے وطن عزیز کو سالانہ 8 ارب روپے مالیت کا فائدہ

حاصل ہوگا۔ یہ خیال بھی ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اس اضافی سمندری علاقہ سے سالانہ اربوں روپے مالیت کا تیل حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت ملک میں تیل کی سالانہ کھپت 20 ارب روپے کی ہے جس میں سے صرف 2 ارب روپے سالانہ کا تیل مقامی طور پر حاصل کیا جاتا ہے۔ مذکورہ اضافی سمندری علاقہ سے مچھلی کے علاوہ سمندری جڑی بوٹیاں اور معدنیات کے ذخائر بھی دستیاب ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ اس سے ملکی ماہی گیروں کے معاشی حالات بہتر ہوں گے۔

یہاں پر ہم حکومت کو یہ تجویز پیش کریں گے کہ وہ قوم کی بحری صلاحیتوں میں اضافہ کرے اور سمندری حدود کی حفاظت کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے۔ سمندری حیات و معدنیات کے ذریعے ملک کو معاشی استحکام کی طرف گامزن کرے۔ خلیجی ملکوں کے مابین فیری سروس شروع کی جائے اور بحری راستوں کے ذریعے تجارتی روابط کو بڑھایا جائے۔ سمندری حدود میں اضافے کا مثبت استعمال ہی ملک وقوم کی خوشحالی کا سبب بن سکتا ہے۔ یہ شاندار موقع اس امر کا متقاضی ہے کہ ہم اپنی تمام تر توجہ اور سرمایہ کاری اپنی سمندری حدود میں موجود وسائل کے پائیدار استعمال پر مرکوز رکھیں۔ وقت کے ساتھ زمینی قدرتی وسائل پر دباؤ بڑھنے کے نتیجے میں بحری قدرتی وسائل ایک اہم ذخیرہ ثابت ہوں گے جن سے ملک کے لیے دیرپا اور وسیع وسائل حاصل کیے جاسکیں گے جو ہماری آنے والی نسلوں کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوں گے۔

ایک ایسے وقت میں جب وطن عزیز معاشی ترقی کے باب میں ٹھوس اقدامات کی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہے، اس کی بحری حدود میں اضافہ کسی قدرتی نعمت اور انعام سے کم نہیں ہے۔ دنیا میں ایسی اقوام اور ملک شاذ و نادر ہی مل سکتے ہیں جن کو کسی عسکری تصادم یا محاذ آرائی کے بغیر اتنا وسیع علاقہ حاصل ہوگیا ہو۔ اس تاریخی موقع پر یہ تجویز نہایت مناسب اور بروقت محسوس ہوتی ہے کہ وفاقی حکومت ان تمام ماہرین کی خدمات کا سرکاری سطح پر اعتراف کرے جنہوں نے وطن عزیز کی بحری حدود میں اضافہ کے لئے اپنی خدمات انجام دیں۔ اس کے علاوہ ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ سمندر سے متعلق علوم کے بارے میں یونیورسٹی کی سطح پر نصابی اور تحقیقی منصوبے شروع کیے جائیں تاکہ مستقبل میں ایسے ماہرین میسر ہوں جو ہماری سمندری حدود اور وسائل کے سلسلہ میں خدمات انجام دے سکیں۔

حکومتی سرگرمیاں

اسلام آباد: (۲۵ مارچ ۲۰۱۵ء) صدر مملکت ممنون حسین کا ایوان صدر میں یوم پاکستان کے سلسلے میں منعقد مشاعرہ میں شریک نامور شعراء اور شاعرات کے ہمراہ گروپ فوٹو۔

اسلام آباد: (۳۱ مارچ ۲۰۱۵ء) صدر مملکت ممنون حسین ساتویں رائس ایکسپورٹ ایوارڈ کی تقسیم کی تقریب سے خطاب کر رہے ہیں۔

اسلام آباد: (۱۵ اپریل ۲۰۱۵ء) صدر مملکت ممنون حسین کا نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی کی چوتھی میٹنگ کی صدارت کے بعد یونیورسٹی کے سینیٹ ممبران کے ہمراہ گروپ فوٹو۔

استنبول: (۲۳اپریل ۲۰۱۵ء) صدر مملکت ممنون حسین اور البانوی صدر بوجار نشانس مذاکرات کے لئے آرہے ہیں۔

استنبول: (۲۳اپریل ۲۰۱۵ء) صدر مملکت ممنون حسین ترکی کے صدر رجب طیب اردوان کی جانب سے دیئے گئے عشائیے میں شریک ہیں۔

اسلام آباد: (۲۰۱۵ء) صدر مملکت ممنون حسین کا علماء اور مذہبی سکالرز کے ہمراہ گروپ فوٹو۔

راولپنڈی: (۵اپریل ۲۰۱۵ء) وزیراعظم محمد نواز شریف نور خان ایئر بیس پر سری لنکا کے صدر میتھری پالا سری سینا کا استقبال کر رہے ہیں۔

اسلام آباد: (۷اپریل ۲۰۱۵ء) وزیراعظم محمد نواز شریف پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں۔

گلگت: (۱۴اپریل ۲۰۱۵ء) وزیراعظم محمد نواز شریف اپنے دورۂ گلگت بلتستان کے موقع پر تختی کی نقاب کشائی کر کے جگلوٹ سکردو روڈ کا افتتاح کر رہے ہیں۔

گلگت: (۱۴اپریل ۲۰۱۵ء) وزیراعظم محمد نواز شریف عوامی اجتماع سے خطاب کر رہے ہیں۔

اسلام آباد: (۲۰اپریل ۲۰۱۵ء) وزیراعظم محمد نواز شریف اور چینی صدر شی جن پنگ وزیراعظم آفس میں وڈیو لنک کے ذریعے ترقیاتی منصوبوں کا افتتاح کر رہے ہیں۔

اسلام آباد: (۲۰اپریل ۲۰۱۵ء) وزیراعظم محمد نواز شریف اور چینی صدر شی جن پنگ وزیراعظم ہاؤس میں پودا لگا رہے ہیں۔

اسلام آباد: (۲۱ اپریل ۲۰۱۵ء) وزیراعظم محمد نواز شریف چینی صدر شی جن پنگ کے پارلیمنٹ خطاب کے بعد ان کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔

ریاض: (۲۳ اپریل ۲۰۱۵ء) وزیراعظم محمد نواز شریف سعودی عرب کے شاہ سلمان بن عبدالعزیز السعود سے گفتگو کر رہے ہیں۔

لندن: (۲۴ اپریل ۲۰۱۵ء) وزیراعظم محمد نواز شریف دورۂ برطانیہ کے موقع پر صحافیوں سے گفتگو کر رہے ہیں۔

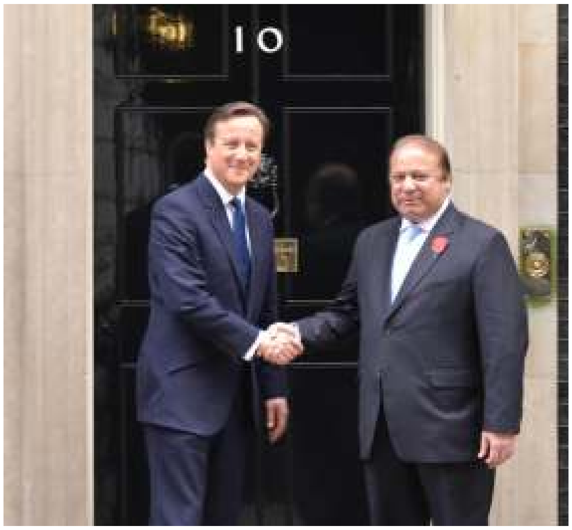

لندن: (۲۵ اپریل ۲۰۱۵ء) وزیراعظم محمد نواز شریف برطانیہ ڈیوڈ کیمرون سے مصافحہ کر رہے ہیں۔

اسلام آباد: (۲۰ اپریل ۲۰۱۵ء) عوامی جمہوریہ چین کے صدر شی جن پنگ نور خان ایئر پورٹ پر آمد کے موقع پر استقبال کرنے والے بچوں کو دیکھ کر ہاتھ لہرا رہے ہیں۔

اسلام آباد: (۲۱ اپریل ۲۰۱۵ء) چینی صدر شی جن پنگ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں۔

راولپنڈی: (۲۱ اپریل ۲۰۱۵ء) چیف آف ایئر سٹاف چکلالہ ایئرپورٹ پر چینی صدر کوان کے طیارے کو اسکارٹ کرنے والے جے ایف ۱۷ تھنڈر کی تصویر پیش کر رہے ہیں۔

اسلام آباد: (۱۵ اپریل ۲۰۱۵ء) وفاقی وزیر اطلاعات، نشریات و قومی ورثہ سینیٹر پرویز رشید بین المذاہب امن کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں۔

اسلام آباد: (۲۲ اپریل ۲۰۱۵ء) وفاقی وزیر اطلاعات، نشریات و قومی ورثہ سینیٹر پرویز رشید نیشنل بک فیسٹیول کی افتتاحی تقریب سے خطاب کر رہے ہیں۔

راولپنڈی: (۱۲۷اپریل ۲۰۱۵ء) وفاقی وزیر اطلاعات، نشریات و قومی ورثہ سینیٹر پرویز رشید سہالہ میں زیر تربیت
پولیس افسران سے انسداد دہشت ٹریننگ کورس کی اختتامی تقریب کے موقع پر خطاب کر رہے ہیں۔

اسلام آباد: (۱۷اپریل ۲۰۱۵ء) سینئر پی ایم ایل این لیڈر محترمہ مریم نواز پرائم منسٹر یوتھ سکل ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت ہنرمند نوجوانوں کو سٹیفکیٹ ایوارڈ کی تقریب سے خطاب کر رہی ہیں۔

نئی دہلی: (۱۸اپریل ۲۰۱۵ء) سارک وزرائے صحت کانفرنس کے موقع پر وفاقی وزیر مملکت برائے صحت سائرہ افضل تارڑ کا وزرائے صحت کے ہمراہ گروپ فوٹو۔

لوک ورثہ کے زیر اہتمام دس روزہ قومی ثقافتی میلہ

صائمہ عمران

قومی لوک میلہ کی صورت میں پاکستانی فن و ثقافت کے دھنک رنگوں نے دس دنوں تک اہلیان پنڈی و اسلام آباد کو اپنے سحر میں جکڑے رکھا یہی نہیں میڈیا کے ذریعے اس کی دھوم جہاں تک پہنچی لوگ اس میلے کی رعنائیاں سمیٹنے سے خود کو نہ روک سکے۔ اسلام آباد کے تفریحی مقام شکر پڑیاں پر منی پاکستان کا یہ منظر پہلی مرتبہ نہیں سجا قومی لوک میلہ 29 برسوں سے سالانہ ثقافتی ادارہ لوک ورثہ کے زیر اہتمام منعقد ہوتا چلا آرہا ہے۔ یہ میلہ پاکستان میں اپنے لحاظ سے یوں بھی یکتا ہے کہ یہاں صدیوں پرانے فن کے امین جو سینہ بہ سینہ اپنے اباء کے ہنر کو لے کر چلے آرہے ہیں۔ میلے کے جس سٹال پر بھی جائیں ایسا ہی محسوس ہوتا کہ جیسے ایک تسبیح کی مانند ہر دانہ ایک منفرد ثقافتی رنگ اور خوشبو لئے ہوئے ہیں

اس میلہ کو اگر پاکستان کی لوک دستکاریوں اور فنون کی ترویج و ترقی کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ انتہائی اہم ہے کہ نہ صرف دستکاروں اور فنکاروں کو پہچان دیتا بلکہ پاکستان کی ختم ہوتی لوک دستکاریوں اور فنون کو بھی نئی زندگی دیتا ہے ایسے ماحول میں جب دہشت گردی کے خوف نے جہاں غیر ملکی سیاح کو پاکستان کے فن و ثقافت کے قریب آنے سے دور کر دیا ہے اس میلے میں جس طرح غیر ملکیوں کی بڑی تعداد نے ''ڈائینگ ہیریٹیج'' میں اپنی دلچسپی ظاہر کی اس سے ثابت ہوا کہ پاکستان کی ثقافتی اشیاء کی مانگ ابھی بھی اس طرح ہے جس طرح پہلے تھی۔ خواجہ اصغر علی جس کا تعلق پشاور سے تھا اور وہ مس گری (کاپر ورک) میں مہارت رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ 2005ء میں مجھ سے آخری بار انجلینا جولی نے میٹل ورک کی چیزیں خریدی تھی پھر کبھی ہماری طرف غیر ملکی سیاح نہیں آئے۔ لیکن ایسے پلیٹ فارم سے ہم پھر سے سیاحوں اور پاکستانیوں کو اپنی ثقافت کی طرف راغب کر سکتے ہیں۔ ختم ہوئی ثقافت کے امین عبدالرشید قریشی اونٹ کی ہڈی سے ایسے شاندار فن پارے بنا کر لائے تھے کہ عقل ہی دنگ رہ جائے اور ان کے ساتھ ملک عبدالرحمان جو اونٹ کی کھال پر نقاشی کے ماہر ہیں سب یہی کہتے سنے گئے کہ ہماری اس نایاب ثقافت کو بچانے کی ضرورت ہے کہ پہلے سینکڑوں خاندان ہاتھوں سے یہ شاہکار بنانے سے وابستہ تھے مگر اب اکا دکا لوگ ہی نظر آتے ہیں۔ اس لئے یہ میلہ نہ صرف تفریحی لحاظ سے لاجواب تھا بلکہ معلوماتی اور فکری حوالہ سے بھی اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتا تھا۔

لوک میلہ میں دیگر مختلف معمول کی سرگرمیوں کے علاوہ خصوصی طور پر تمام صوبوں کے ثقافتی پویلین بھی خوبصورتی سے سجائے گئے تھے جو نہ صرف اپنی علاقائی ثقافت کے آئینہ دار تھے بلکہ میلہ کی اصل خوبصورتی کا باعث بھی یہی پویلینز رہے۔ خوبصورت نقش و نگار سے مزین سندھی ثقافت کا ترجمان سندھ پویلین کا داخلی دروازہ جو کہ روایتی انداز سے تیار کیا گیا تھا اس سے داخل ہوتے ہی

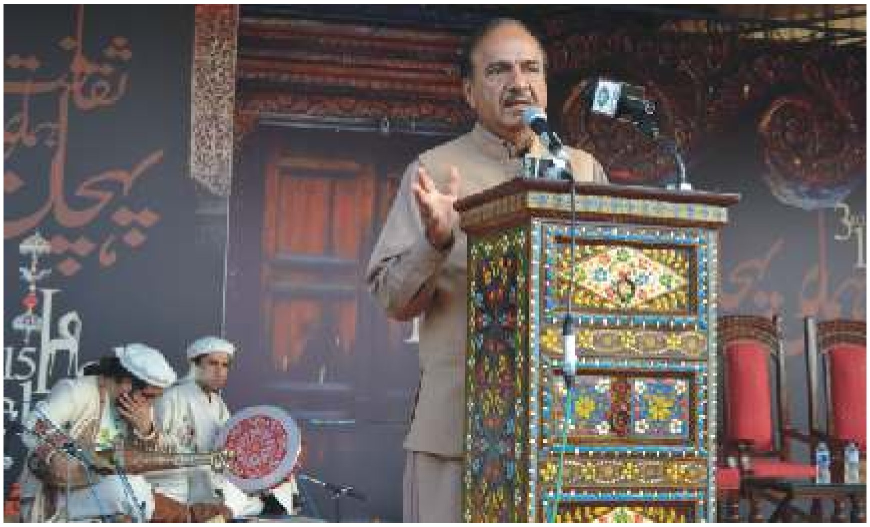

سامنے مختلف جھونپڑیاں دور سے کسی دیہات کا خوبصورت منظر پیش کرتی نظر آتیں پویلین میں چاروں اطراف سے سجائے گئے سندھی ثقافت کو اُجاگر کرتے کانے اور سرکنڈوں سے تیار کردہ سٹال جن میں دیسی کھڈی ، مٹی کے برتن بنانے کے لئے روایتی چاک ، چرخہ، سندھ کی مشہور دستکاری ''اجرک'' ، اجرک سازی کا سامان ٹھپے اور دیگر دستکاریوں کے علاوہ کھانوں کے اسٹال بھی موجود تھے جو شائقین میلہ کو اپنی طرف آنے پر مجبور کرتے پویلین کے درمیان میں ایک سٹیج پر بیٹھے سندھی لوک فنکار جہاں اپنے خوبصورت گیت پیش کرتے وہاں سندھ کے مشہور ڈانس گروپ بھی اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔ میلہ میں شریک سندھی ماہر دستکاروں نے جن دستکاریوں کی نمائش اور تیاری کا عملی مظاہرہ کیا ان میں لے کر آرٹ (لکڑی کا کام) فراسی بنائی ، بلیو پاٹری ، سندھی ایمبرائیڈری ، اجرک ، بلاک پرنٹنگ ،دری اور کارپٹ ،رَلی ، ٹائی اینڈ ڈائی ، کھیس بنائی ، تھری ایمبرائیڈری اور بہت سی دیگر دستکاریاں شامل ہیں۔ سندھ کلچرل ڈیپارٹمنٹ نے تقریباً100 کے قریب دستکاروں، فنکاروں اور ڈانس پارٹیوں کے ہمراہ اس میلہ میں شرکت کی۔ سندھی ثقافت کی پہچان اجرک بنانے کے ماہر دستکار اس پویلین میں لوگوں کی خصوصی توجہ کا مرکز بنے رہے۔

صوبہ خیبر پختونخواہ پویلین میں کیلاش، ڈی آئی خان ، ہزارہ ، پشاور، چارسدہ، سوات اور مردان سے20 کے قریب ماہر دستکار مرد اور خواتین شریک تھے جن کی دستکاریوں کو لوگوں نے بہت پسند کیا اس کے علاوہ علاقائی موسیقی کی محفلیں بھی میلہ کی قابل ذکر سرگرمیاں رہیں جو روزانہ رات 8 بجے اوپن ایئر تھیٹر میں پیش کی جاتیں۔ علاقائی موسیقی میں صوبہ خیبر پختونخواہ کے لوک گلوکاروں نے اپنے فن کا بھرپور مظاہرہ کیا اور شائقین سے خوب داد وصول کی۔KPK میوزیکل نائٹ کو سُننے کے لئے ایک بہت بڑی تعداد میں شائقین آئے تھے جن کی وجہ سے لوک ورثہ اوپن ایئر تھیٹر میں کوئی نشست خالی نہ رہی اور بہت سے مردوں ، عورتوں اور بچوں نے کھڑے ہوکر یہ پروگرام دیکھا اور اِن فنکاروں کے فن پر دل کھول کر داد دی۔ کلچر ڈیپارٹمنٹ خیبر پختونخواہ ہمیشہ لوک میلے میں سب سے پہلے شرکت کرنے والا صوبہ ہے اور اس کے پویلین کو بہترین پویلین ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

پنجاب جو پاکستان کا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور اسے پاکستان کا دِل بھی کہا جاتا ہے، اپنی رنگا رنگ ثقافتی روایات کی بناء پر ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ تہذیب وتمدن اور روایات کے یہ خوبصورت رنگ اس کے کھیل تماشوں ، کھانوں، رہن سہن کے انداز، کپڑوں، گیتوں، کہانیوں اور لوک داستانوں میں ہر جگہ جھلکتے نظر آتے ہیں۔ لوک ورثہ کے اس ثقافتی میلے میں جہاں ملک بھر کے دیگر علاقوں سے دستکار اور لوک فنکار شریک ہوئے وہاں صوبہ پنجاب کی ثقافت کے بھی تمام رنگ لئے 50

کے قریب مرد خواتین ماہر دستکار اس میلہ میں شریک تھے جو براہ راست اپنے فنون کی بناوٹ کا عملی مظاہرہ بھی کرتے رہے۔ یہ دستکار اور فنکار بھی کوئی عام دستکار نہیں بلکہ اُن ماہر اور استاد دستکاروں کی آل اولاد ہیں جو صدیوں پرانے فنون کے امین ہیں اور اپنے اس فن کو نسل در نسل منتقل کرتے چلے آرہے ہیں جو بلا شبہ ہمارے ملک کا مان اور شان ہیں جن پر ہم سب کو فخر ہے۔ پنجاب پویلین میں یہ دستکار جو دستکاریاں بنا رہے تھے اُن میں خاص طور پر پتوں اور سرکنڈوں سے بنائی جانے والی ٹوکریاں، چنگیریں، چھابیاں، پنکھے، چپلیں، چھج کے علاوہ کروڑ پکہ سے آئے ہوئے ماہر دستکار بلاک پرنٹنگ اور نیچرل ڈائی کے ماہر دستکار ٹھپے کے کام جیسے صدیوں پرانے روایتی فن کو زندہ رکھے ہوئے اپنے کام میں مصروف تھے۔ اس کے علاوہ پنجاب پویلین میں روایتی کھانوں کے سٹالوں پر بھی لوگوں کا مسلسل رش رہا اور لوگ بڑے شوق سے پنجاب کے روایتی اور دیسی کھانے جیسے مکئی کی روٹی، سرسوں کا ساگ، چاٹی کی لسی، مکھن وغیرہ سے لُطف اندوز ہوتے رہے۔

صوبہ بلوچستان جو کہ رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور ثقافتی حوالہ سے بھی بڑی تاریخی اہمیت کا حامل ہے، اِس صوبہ سے 11 ماہر دستکار اپنے پویلین میں دستکاریاں بنانے کا عملی مظاہرہ بھی کیا۔ یہ دستکار جو ایک سے بڑھ کر ایک ہے، اپنے اپنے شعبہ میں نہایت مہارت رکھتے ہیں۔ اِن دستکاروں میں کنیز فاطمہ بلوچ، کشیدہ کاری کی ماہر دستکارہ ہیں جن کی بنائی ہوئی دستکاریاں بہت پسند کی گئی۔ کنیز فاطمہ کی عمر 40 سال ہے اور یہ بلوچستان کے ضلع خضدار سے تعلق رکھتی ہیں جنھوں نے یہ قدیم فن اپنی ماں سے سیکھا اور جلد ہی کم عمری میں ماہر دستکارہ کے روپ میں نمایاں ہوگئیں۔ کنیز فاطمہ ایک پڑھی لکھی خاتون ہیں اور اِس پیشہ کو بڑے فخر اور اعزاز کے ساتھ اپنائے ہوئے ہیں۔ بلوچستان اپنی روایتی کشیدہ کاری کی وجہ سے فن کی دنیا میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ بلوچی کشیدہ کاری شوخ رنگوں اور نفیس ٹانکے کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے اِس کشیدہ کاری میں 28 اقسام سے زیادہ ٹانکے استعمال ہوتے ہیں اور شیشے کا کام بھی بلوچی کشیدہ کاری کا لازمی جز ہے۔ اِن ٹانکوں کے نام پھولوں اور موسموں کی مناسبت سے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بلوچستان سال انڈسٹری نے بھی اِس پویلین میں اپنا سٹال لگایا۔ میلہ میں شریک دیگر بلوچی فنکاروں میں ڈانس گروپس کے تقریباً 30 اور 10 لوک فنکار و موسیقار بھی شامل تھے۔ میلہ کی روایت کے مطابق تمام صوبے باری باری میلہ کے دوران اپنے علاقہ کی لوک موسیقی اور لوک فنکاروں کو متعارف کرانے کیلئے ایک خصوصی محفل موسیقی کا انعقاد بھی کیا۔ لوک میلہ میں جو بلوچی ڈانس پارٹیاں اپنا خوبصورت روایتی ڈانس پیش کر رہی تھی اِن میں خاص طور پر ''پشتو اتڑ گروپ'' جس کے سربراہ ریڈیو اور ٹی وی کے

معروف فنکار 63 سالہ اُستاد محمد غفار بیلیتون تھے جو کہ نہ صرف موسیقار اور ہدایت کار بھی ہیں بلکہ شاعر اور گلوکار بھی ہیں اور کئی مختلف زبانوں میں گاتے ہیں، اِس گروپ کی ہدایت کاری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ پشتو اتڑ گروپ جو 10 سے 20 افراد پر مشتمل گروپ ہے جس میں ہارمونیم، ڈھول اور شہنائی کے سازوں کے علاوہ ''جھنڈار پارٹی'' کے سازندوں اور گلوکاروں کے ہمراہ ڈانس کیا جاتا ہے جو ڈانس کرتے ہوئے کچھ لمحہ کیلئے سٹیج پر اکٹھے بیٹھ کر گاتے ہیں اور پھر دوبارہ اُٹھ کر ڈانس کرنا شروع کر دیتے ہیں جسے بار بار دہرایا جاتا ہے جسے دیکھنے والے بہت پسند کرتے ہیں۔ جب بھی یہ ڈانس پارٹی اپنے مخصوص لباس میں روایتی رقص پیش کرتی تو لوگوں کی ایک بڑی تعداد اِن کے ہاں جمع ہو جاتی۔

10 روزہ قومی لوک میلہ کی اختتامی تقریب میں فنکاروں اور دستکاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے لاکھوں روپوں کے خصوصی کیش ایوارڈ دیئے گئے۔ لوک میلہ کی اختتامی تقریب جو کہ لوک ورثہ اوپن ایئر تھیٹر میں منعقد ہوئی میں وفاقی سیکریٹری اطلاعات ونشریات محمد اعظم کے علاوہ تمام صوبوں کے نمائندگان، دستکاروں، فنکاروں، میڈیا نمائندگان کے علاوہ بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اختتامی تقریب میں میلہ میں شریک تمام صوبوں کے کلچرل ڈیپارٹمنٹ کے نمائندوں کو سرٹیفکیٹ دیے گئے جن میں بلوچستان سے جناب عمر فاروق، پنجاب سے سعید احمد، خیبر پختونخواہ سے محمد اجمل، سندھ سے حبیب اللہ، گلگت بلتستان سے دولت بیگم، آزاد کشمیر سے لیاقت عزیز اور چترال سے ڈاکٹر عنایت اللہ فیضی شامل تھے۔ تقریب میں ادارہ لوک ورثہ کی جانب سے 105000 روپے کے نقد ایوارڈ بھی دیئے گئے۔ جن نامور فنکاروں نے نقد ایوارڈ حاصل کیا اُن میں کشمیری لوک فنکار سبحان راتھر پچاس ہزار، گلوکارہ ثانیہ اعجاز، پانچ ہزار، بلوچستان کے نامور براہوی، بلوچی گلوکار جنگی خان، دس ہزار، چترال سے سارنگی بجانے کے اُستاد رحمت الدین پانچ ہزار، ڈیرہ بگٹی بلوچستان سے نوجوان بلوچی گلوکار، خادم حسین، پانچ ہزار، عمر کوٹ سے گلیارام، پانچ ہزار، ستار جوگی، مرلی پلیئر پانچ ہزار، چنیوٹ سے لوک گلوکار بشیر لوہار، پانچ ہزار اور ملتان کی گھوڑا ناچ پارٹی کے محمد سلطان، پانچ ہزار شامل ہیں۔

لوک میلہ میں صوبہ خیبر پختونخواہ کلچر ڈیپارٹمنٹ نے بھی خصوصی ایوارڈ دیئے۔ 9000 روپے فی کس کے حساب سے کلچرل ڈیپارٹمنٹ صوبہ خیبر پختونخواہ کی جانب سے 45000 روپے کے کیش ایوارڈ میلہ میں شریک جن دستکاروں کو خصوصی طور پر دیئے گئے اُن میں سوات سے محمد عبداللہ، ووڈ کارونگ، سعید، چارسدہ کھدر، ہدایت اللہ، چترالی ہینڈی کرافٹ، شمس العارفین سٹون ورک، پرنس ماہیر اللہ، پشاوری ہینڈی کرافٹ شامل ہیں۔